

# اقامت

پیڑ کر سننا مستحب ہے

احادیث مبارکہ وفقہائے احناف کی تصریحات کے مطابق  
اقامت پیڑ کر سننے کا استحباب اور حی علی الصلوٰۃ  
سحی علی الفلاح کے وقت جماعت کیلئے کھڑے ہونے  
کی تحقیق اثنی

تالیف

مولانا قاضی عبدالرزاق  
بھٹرا لوی حطاروی

ناشر

حافظ محمد توفیق

متعلم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم  
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

# ﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے
مصنف	مولانا حافظ عبدالرزاق بھٹہ الہوی طاروی
خصوصی تعاون	محمد ارشد و لٹاؤ
کمپیوٹر گرافکس	شاہد خاقان ہزاروی
کمپوزنگ	شاہنواز احمد ضیائی، طاہر محمود ملک
کمپوزنگ سنٹر	ٹی ایم ٹریڈرز راولپنڈی
پروف ریڈنگ	خواجہ وقار احمد چشتی، محمد اسحاق خان جدون
تعداد	ایک ہزار
ہدیہ	24/
ناشر	محمد توفیق محترم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

## ملنے کے پتے :

جامعہ جماعتیہ مہر العلوم شکرپال راولپنڈی

مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی

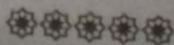
مکتبہ احمد رضا کری روڈ شکرپال

احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ نزد گیمپلی چوک راولپنڈی

جامعہ مجددیہ فضل العلوم نوبی کالونی جیرو دھانی راولپنڈی

دار العلوم غوثیہ رضویہ ڈھوک حور راولپنڈی

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی



# اقامت

بیٹھ کر سننا مستحب ہے

احادیث مبارکہ و فقہائے احناف کی تصریحات کے مطابق  
اقامت بیٹھ کر سننے کا استحباب اور حی علی الصلوٰۃ  
حی علی الفلاح کے وقت جماعت کیلئے کھڑے ہونے  
کی تحقیق انیق

تالیف

مولانا قاضی عبدالرزاق  
بھٹرا لوی حطاروی

ناشر

حافظ محمد توفیق

متعلم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم

ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی



## فہرست مضامین

۴	وجہ تالیف
۵	مسلمان اور منافق میں فرق اور ان کی علامات
۷	مستحب اور نفل ایک چیز کے نام ہیں
۸	مستحب کا حکم
۸	بغیر دلیل کے کراہت ثابت نہیں
۸	کسی کام کا فعل مستحب یا سنت اور ترک مکروہ کا اجتماع محال نہیں
۹	اقامت حدیث پاک کی روشنی میں
۱۰	مسئلہ اقامت میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب
۱۱	اقامت میں امام احمد بن حنبل، امام ابو حنیفہ، امام محمد اور انس رضی اللہ عنہ کا مذہب
۱۲	صرف مالک مذہب میں قیام کا وقت مقرر نہیں
۱۳	اقامت میں حجتی علی الفلاح پر کھڑے ہونا سنت ہے
۱۴	لفظ لا باس سے بعض حضرات غلطی کا شکار ہوئے
۱۵	تعاقل الناس کی اصطلاح کا غلط استعمال
۱۶	استصحاب حال کا غلط استعمال
۱۷	امام مالک کی رائے سے حنفی مذہب باطل نہیں ہو سکتا
۲۱	ارشاد نبوی ﷺ سر آنکھوں پر جو ہماری ہی دلیل ہے
۲۷	کاش کہ فاضل بریلوی کا بتایا ہوا راز معترضین حضرات کو سمجھ آ جاتا
۵۱	فقہ کیا اور فقیہ کون ہے؟
۵۲	تحیۃ المسجد ادا کرنا مستحب ہے ترک مکروہ نہیں
۶۲	شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی حق پسندی



## وجہ تالیف :

بعض حضرات اہل سنت و جماعت کا لبادہ اوڑھ کر اندر سے کالے اقامت کھڑے ہو کر سننے پر زور دے رہے ہیں کتابچیاں لکھ رہے ہیں۔ مشائخ کے نام لکھ کر لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں کہ مشائخ اہل سنت اقامت کھڑے ہو کر سننے کے قائل تھے یہ سراسر جھوٹ اور افتراء ہے۔ اگر بالفرض کسی شیخ کا عمل سنت نبوی کے خلاف ثابت بھی ہو جائے تو شیخ کے عمل کو نہیں دیکھا جائے گا۔ بلکہ سنت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جائے گا۔

راقم نے مسئلہ کو دلائل سے واضح کر دیا تا کہ سنیت کے لبادہ میں وہابیوں کے جال میں کوئی شخص نہ پھنسنے۔

عبدالرزاق بھٹراوی

## اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين  
محمد وآله واصحابه اجمعين . اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم

الله الرحمن الرحيم .  
﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ  
الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ﴾ (پ ۴ رکوع ۳)

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو  
اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (کنز الایمان)

﴿ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ  
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (پ ۱۰ رکوع ۱۵)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں  
اور برائی سے منع کریں۔ (کنز الایمان)

﴿ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ  
عَنِ الْمَعْرُوفِ ﴾ (پ ۱۰ رکوع ۱۵)

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک قبیلے کے چٹے بٹے ہیں، برائی کا حکم دیں اور  
بھلائی سے منع کریں۔ (کنز الایمان)

## مسلمان اور منافقوں میں فرق:

قرآن پاک کے پارہ دس کی دو آیتوں سے جو الفاظ مبارکہ ذکر کئے گئے ہیں ان  
ہی دو آیات مبارکہ میں مسلمانوں اور منافقین کی پانچ پانچ علامتیں ذکر کی گئی ہیں۔

## علامات منافقین:

برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں نماز کے لئے نہیں آتے مگر جی  
ہار سے یعنی بڑی سستی سے نماز کی طرف آتے ہیں زکوٰۃ ادا کرنے اور باقی صدقات واجبہ

کے ادا کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ جہاد میں جلدی جانے کا حکم دیں تو منافقین پیچھے رہتے ہیں ست روی سے کام لیتے ہیں کج روی کرتے ہیں

علامات مؤمنین:

بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں نماز ادا کرنے میں سستی سے کام نہیں لیتے بلکہ بروقت اور چستی سے نماز ادا کرتے ہیں زکوٰۃ اور صدقات واجبہ ادا کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے جہاد میں جلدی شریک ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت کرتے ہیں۔

(از تفسیر کبیر)

معروف اشیاء یعنی بھلائی کے کام کیا ہیں:

”المعروف ما وافق الكتاب والسنة المنكر ما خالفهما او المعروف الطاعة والمنكر المعاصی“

قرآن پاک اور حدیث پاک کے مطابق کام بھلائی کے کام کہلاتے ہیں اور قرآن و حدیث کے مخالف کام برے کام کہلاتے ہیں۔ اسی طرح نیکی کا کام معروف ہے اور ہر برائی کا کام منکر ہے تمام احکام مشروعہ بھلائی کے کام ہیں۔

(مدارک پ ۳)

”المشروعات علی نوعین عزيمة ورخصة والعزيمة هی اربعة انواع فريضة وواجب وسنة والسنة هی نوعان سنة الهدی والزوائد والرابع النفل“

احکام مشروعہ کی دو قسمیں ہیں عزيمة اور رخصة، پھر عزيمة کی چار قسمیں ہیں، فرض، واجب، سنت، نفل پھر سنت کی دو قسمیں ہیں مؤکدہ اور غیر مؤکدہ۔

(الاختصار من منار)

## مستحب اور نفل ایک چیز کا نام ہے:

”وَمُسْتَحَبٌّ وَيُسَمَّى مَنَالًا وَادْبًا وَفَضِيلَةً وَنَفْلًا وَتَطَوُّعًا وَهُوَ مَا فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ مَرَّةً وَتَرَكَهُ أُخْرَى وَمَا أَحَبَّهُ السَّلَفُ“

(در مختار)

مستحب، مندوب ادب، فضیلت، نفل اور تطوع ایک ہی چیز کے نام ہیں، مستحب وہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے کبھی چھوڑا ہو یا سلف و صالحین بزرگان دین نے اسے محبوب سمجھا ہو بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید یہ لکھا ہے:

”وَأَن لَّمْ يَفْعَلْهُ بَعْدَ مَا رَغِبَ فِيهِ“

نبی کریم ﷺ نے ایک کام کو پسند فرمایا ہو اور اسے خود نہ کیا ہو وہ بھی مستحب ہے بلکہ یہ تعریف زیادہ بہتر ہے کیونکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”وَقَدْ يُطْلَقُ عَلَيْهِ اسْمُ السَّنَةِ وَصَرَحَ الْقَهْطَانِيُّ بِأَنَّهُ قَوْلُ سَنَةِ الزَّوَانِدِ“

بعض حضرات کے نزدیک مستحب پر سنت کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے لیکن علامہ قہستانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی کہ مستحب سنت غیر مؤکدہ سے کم درجہ ہے کیونکہ سنت غیر مؤکدہ نبی کریم ﷺ کے ان افعال کو کہا جائے گا جو آپ نے کبھی کبھی کئے ہوں یا عبادت کئے ہوں عبادت نہیں جیسے لباس وغیرہ لیکن مستحب کے لئے تو نبی کریم ﷺ کا عمل کرنا ضروری ہی نہیں بلکہ آپ نے صرف پسند فرمایا ہو یا سلف و صالحین نے اس پر عمل کیا ہو تو وہ مستحب ہے۔

یعنی ہر سنت کو مستحب تو کہا جاسکتا ہے لیکن ہر مستحب کا سنت ہونا ضروری نہیں خیال رہے کہ سنت مؤکدہ پر مستحب کا اطلاق صرف مستحسن ہونے کے لحاظ سے ہوگا اور سنت غیر مؤکدہ پر اپنے حقیقی معنی سے۔



## مستحب کا حکم:

”وَحُكْمُهُ الثَّوَابُ عَلَى الْفِعْلِ وَعَدَمُ اللَّوْمِ عَلَى التَّرَكِّ“  
مستحب کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور چھوڑنے پر کسی قسم کی کوئی ملامت نہیں کی جائے گی۔  
(شامی)

## بغیر دلیل کے کراہت ثابت نہیں:

”لَا يَلْزَمُ مَنْ تَرَكَ الْمُسْتَحَبَّ ثُبُوتُ الْكَرَاهَةِ إِذَا لَاحِظَ لَهَا مِنْ دَلِيلٍ خَاصٍّ“

مستحب کے ترک سے کراہت ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ مکروہ ثابت کرنے کے لئے خاص دلیل کی ضرورت ہے۔  
(شامی)

خیال رہے کہ اس مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے شامی کی آنے والی بحث سے یہ واضح ہے

## کسی کام کا فعل مستحب یا سنت اور ترک مکروہ کا اجتماع محال نہیں:

جب کسی کام کے چھوڑنے سے لزوم دلیل سے ثابت ہو جائے اور اس کا مستحب ہونا یا سنت ہونا بھی ثابت ہو تو اجتماع ممکن ہے:

”بَقِيَ الْكَلَامُ فِي الْمَكْرُوهِ تَنْزِيهًا فَقَوْلُهُ أَنَّهُ دَاخِلٌ فِي السَّنَةِ لِأَنَّ تَرَكَ الْمَكْرُوهَ تَنْزِيهًا سُنَّةٌ“

ادکام مشروعہ اور ممنوعہ کی وجہ حصر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ ابھی تک مکروہ تنزیہی کے متعلق بحث نہیں کی گئی لیکن وہ سنت میں داخل ہے اس لئے کہ مکروہ تنزیہی کا ترک کرنا سنت ہے۔

(فتاویٰ القامری)

اقامت میں حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر گھڑا ہونا مستحب

بیٹھ رہنا مکروہ ہے۔

## اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے

اقامت بیٹھ کر سننا حسی علی الصلوۃ یا حسی علی الفلاح پر کھڑے ہونا حدیث پاک سے ثابت ہے، فقہاء کرام نے اس کی تصریح کی ہے نیز حدیث پاک سے ثابت ہونے والا مسئلہ دراصل قرآن پاک سے ثابت ہے اس پر ایک صحابی رسول ﷺ کا پیارا استدلال۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”لعن الله الواشمات والمستوشمات الخ“

سوئی سے جسم کے اعضاء میں رنگ بھرنے والی اور بھروانے والیوں پر لعنت ہو (جس طرح آج کل بھی لوگ بازو وغیرہ پر تام لکھواتے ہیں اور پھول بنواتے ہیں)

ایک عورت بنی اسد (قبیلہ) کی ام یعقوب آئی اس نے آپ سے وجہ پوچھی کہ آپ نے عورتوں پر لعنت کیوں فرمائی تو آپ نے فرمایا کہ میں ان پر لعنت کیوں نہ سمجھوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت سمجھی ہو اور وہ قرآن پاک میں بھی مذکور ہو۔ اس عورت نے کہا کہ میں نے تو سارا قرآن پڑھا ہے کہیں اس کا تذکرہ نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا اگر تم (تفکر و تدبر سے) قرآن پڑھتی تو ضرور پالیتی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

رسول اللہ ﷺ جو تمہیں عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ۔

گویا صحابی رسول ﷺ کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ارشاد نبوی ہو گا وہ اس آیت کی رو سے اللہ کا حکم ہی ہو گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی رسول اللہ ﷺ کے احکام کو تسلیم کرنے کا حکم دیا ہے۔

## مسئلہ اقامت حدیث پاک کی روشنی میں:

”عن ابي قتادة قال قال رسول الله ﷺ اذا قُيِّمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقْرَءُوا حَتَّى تَرَوْنِي“





## اقامت میں حضرت امام احمد بن حنبل کا مذہب

اقامت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مذہب

"وكان انس رحمه الله تعالى يقول اذا قال المومن قد قامت الصلوة  
وبه قال احمد رحمه الله تعالى"

حضرت انس رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کھڑے ہوتے جب وہ کہتے ہیں ان قد قامت  
الصلوة کہتا حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی قول ہے۔

ابو احمد شرح مسند احمد ج ۱ ص ۱۵۲

"وقال احمد اذا قال المومن قد قامت الصلوة مرة قاموا والاقال  
ثانية التحوا"

حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب وہ ۱۵۲ مرتبہ کہتے ہیں قد قامت  
الصلوة کہتے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب دوسری مرتبہ کہتے تو نماز کو  
شروع کر لیتے۔ (یعنی شرح بخاری علی حدیث ابی قتادہ ص ۱۵۲)

## اقامت میں امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

"وقال ابو حنيفة ومحمد يقومون في الصلوة اذا قال حي على الصلوة  
واذا قال قد قامت الصلوة كثير اصحاب لانه ليس الشرع وانما لم يكن الامام  
في المسجد فذهب الجمهور الى انهم لا يقومون حتى يروا"

امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوتے ہیں جب کہتے ہیں حي على الصلوة  
کہتے ہیں جب کہتے ہیں قد قامت الصلوة کہتے تو تمام تکبیر (تحرید) کہتے کہ تکبیر  
شرایت کا ثبوت ہے۔ گویا وہ کہتے ہیں قد قامت الصلوة کی غما سے ملا جلت کرتے ہیں  
اور جب امام تکبیر میں نہ ہوتے تو جمہور اسی طرف گئے کہ تکبیر کی پشت وہاں اس وقت  
تک نہ کھڑے ہوتے جب تک امام نہ کہتے تکبیر۔

ابو احمد شرح مسند احمد ج ۱ ص ۱۵۲



## اقامت بیتہ کرنا مستحب ہے

”وَالَّذِينَ آمَنُوا حَبِطَتْ رُوحِي اللَّهِ عَنْهُمُ وَالْكُوفِيُّونَ يَلْعَنُونَ فِي الصُّلَّةِ إِذَا قَامَ عَلَى الصَّلَاةِ فَإِذَا قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ كَبَّرَ الْإِمَامُ وَقَالَ جَمِيعُهُمُ وَالْعَلَمَاءُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ لَا يَكْبُرُ الْإِمَامُ حَتَّى يَفْرُغَ الْمُؤَدِّينَ مِنَ الْأَقَامَةِ“

امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد کراچی نورانی کوفہ کا اس پر عمل رہا کہ (مکمل) جب بھی علی الصلوٰۃ کہتا وہ کھڑے ہوتے اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہتا تو امام تکبیر (تخریمہ) کہہ لیتا اور دوسرے مجبور علماء متقدمین و متاخرین کا قول یہ ہے کہ مؤذن (مکمل) جب اقامت سے فارغ ہو جائے تو امام پھر تکبیر تحریمہ کہے۔ (نوری شرح مسلم ج ۱ ص ۱۷۷ حدیث ابی قتادہ)

”وَعَنِ ابْنِ حَبِطَةَ يَقُولُونَ إِذَا قَالَ قَامَ عَلَى الصَّلَاةِ فَإِذَا قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ كَبَّرَ“

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب تکبیر علی الصلاح کہے اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے امام تکبیر تحریمہ کہے۔ (صحیح ابی داؤد ج ۱ ص ۱۷۷ حدیث ابی قتادہ)

## کراہیت کا ثبوت با دلیل:

”وَقَالَ الْمُصَنِّفُ كَرِهَ هَاشِمُ بْنُ عُرْوَةَ أَنْ يَقُولَ حَتَّى يَقُولَ الْمُؤَدِّينَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“

مصنف (ابو الرازی) میں ہے کہ حضرت ہشام بن عروۃ رضی اللہ عنہ مکمل کے قد قامت الصلوٰۃ کہنے سے پہلے کھڑے نہ لکھتا دیکھتے تھے۔

(حاشیہ شرح بخاری ج ۲ ص ۱۷۷ حدیث ابی قتادہ)

## صرف بالکلی تخریب میں قیام کا وقت مقرر نہیں:

”وَالَّذِينَ آمَنُوا حَبِطَتْ رُوحِي اللَّهِ عَنْهُمْ وَحَالِكٌ رَحِمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَحَالِكٌ الْعُلَمَاءُ وَحَالِكٌ سَبَّحَ أَنْ يَقُولُوا إِلَّا أَعْلَمَ الْمُؤَدِّينَ فِي الْأَقَامَةِ“

## اقامت دین کرنا مستحب ہے

قاضی میاض رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے  
قبیلین امام علماء مکہ کے اقامت شروع کرنے پر کھڑے ہوئے اور مستحب سمجھتے تھے

(ابو یوسف طریق ج ۱ صفحہ ۱۰۷)

عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا هیئت  
الصلوة فلا تقوموا حتی لرومی خرجت ولی الباب عن انس وحدث  
انس غیر محفوظ قال ابو عیسیٰ (الترمذی) حدیث ابی قتادۃ  
حدیث حسن صحیح وقد کره قوم اهل العلم اصحاب النبی ﷺ  
غير هم ان ينظر الناس الامام وهم فایم وقال بعضهم اذا کان الامام  
فی المسجد والهیئت الصلوة فانما یقومون اذا قال المومن قد قامت  
الصلوة قد قامت الصلوة وهو قول ابن المبارک

حضرت عبد اللہ بن ابی قتادۃ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اقامت کی جائے تو اس وقت تک  
نہ کھڑے ہو جب تک مجھے (گھر سے رخصت سے) نکلتا ہوں اور نہ کچھ اور ابی ہاب  
میں ایک حدیث حضرت انس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے لیکن وہ غیر محفوظ ہے  
ابو یوسف (ترمذی) کہتے ہیں کہ حدیث ابی قتادۃ حسن صحیح ہے اہل علم کی ایسی قسم  
صحابہ کرام اور دوسرے حضرات نے کھڑے ہو کر امام کی انتظار کو مکروہ سمجھا ہے  
اور دوسرے ان میں سے ہی یعنی صحابہ کرام اور دیگر اہل علم نے فرمایا کہ جب  
امام مسجد میں ہو اور نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو لوگ مکہ کے  
قد قامت الصلوة قد قامت الصلوة کہتے ہیں یہ بھی نہ کھڑے  
ہوں یہی قول ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے

(ابو یوسف طریق ج ۱ باب کراۃ ان ينظر الناس الامام وهو فایم عند اقتداء الصلوة)

### ابو یوسف ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار تبصرہ:

آپ نے فرمایا: حدیث حسن صحیح ہے جس سے ادا کام ثابت ہوتے ہیں  
کوئی مجلس پر جم کر اہل علم کا ہر ایک نماز کے لئے اقامت کہے اور یہی حدیث ہے کہ



حدیث کو ضعیف کہہ کر ہاں نہیں پہلا سکتا۔

۲۰ سنا ہے کہ امام اور دوسرے اہل علم کے اقوال کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کر کے واضح کر دیا کہ لوگ امام کے کھڑے ہونے کا انتظام کریں اور امام مسجد میں موجود ہوتے پھر بھی لوگ بھی کھڑے نہ ہو یہ تک مکرم قنہ قامت الصلوۃ کہے بغیر ”اللہم“ کو پکھا جائے جو حضور و اہل بیتؑ پر ہوتا ہے میں نے اسی کے مطابق بفضلہ تعالیٰ ترجمہ کیا ہے۔

### اعتراف مختلف احادیث میں تطبیق کیے:

”وفی رواية اسی هو سيرة رضى الله عنه اقيمت الصلوة فقمنا بعدنا الصفوف قبل ان يخرج اليه رسول الله ﷺ“

عمر صالح ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ نماز کے لئے اقامت کی جاتی تو ہم کھڑے ہوتے پھر ہم سطوں کو درست کرتے ہیں کہ یہ ﷺ کے تکریم کے لئے سے پہلے۔

(ابو یوسف شرح مسلم ج ۱، علی حدیث ابی قتادہ ۹)

”وفی رواية ان الصلوة كانت تقام لم رسول الله ﷺ فباخذ الناس مصابيحهم قبل ان يقوم النبي ﷺ مقامه“

ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول ﷺ کی تشریف آوری کے لئے اقامت کی جاتی تھی کہ یہ ﷺ کے اپنے مقام (مصلی اقامت) پر کھڑے ہونے سے قبل لوگ نہیں سامنا شروع کر دیتے۔

(ابو یوسف شرح مسلم ج ۱، علی حدیث ابی قتادہ)

### خلاصہ کا نام:

بھلی حدیث سے سمجھ آیا کہ آپ نے منع فرمایا یعنی مجھے دیکھنے سے پہلے کھڑے نہ ہونا۔

**دوسری حدیث** سے لگایا کہ مہاجر اور آپ ﷺ کی آیت ہے اس سے پہلے منوں کو درست فرماتے۔

**تیسری حدیث** سے لگایا کہ صحیحہ پر اگر آپ ﷺ کے مصلیٰ اور منوں پہنچنے سے پہلے منوں کو درست فرماتے۔

## جواب :

پہلی اور تیسری حدیث میں تلبیخ طارمہ وہی رکعت اللہ علیہ وسلم پڑھتا ہے جس میں  
 "قال القاضي عياض رحمه الله ان يجمع بين مختلف فلهذا الاحتياط  
 بان يلازمه رضى الله عنه كان يرأف خروج السلي ﷺ من حيث لا  
 يبراه غيره او الا الطلي فبعد اول خروجهم يقيم ولا يقوم الناس حتى  
 يروه ثم لا يقوم مقامه حتى يعدلوا الصلوات"

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان تلبیخ طارمہ میں جو یہاں مذکور ہے  
 یہی تلبیخ واضح طور پر موجود ہے کیونکہ حضرت جلال رضی اللہ عنہ کی کریم ﷺ  
 کی تلبیخ آوری کے منظر پر تھے یعنی اپنی آواز کو بلند کر کے مصلیٰ کی طرف  
 پڑھتے رہتے تھے جب آپ ﷺ اپنے گھر سے اٹھ کر پڑھتے آتے تو صرف  
 حضرت جلال رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کو پیچھے یا کچھ بعد صحرا سے آتے تھے  
 اپنے حضرت جلال رضی اللہ عنہ پیچھے ہی اقامت شروع فرماتے تھے نہ کہ سب  
 کرام اس وقت تک نہیں کھڑے ہوتے تھے جب تک آپ ﷺ کو پہنچ نہیں  
 جاتے تھے پھر ہی کریم ﷺ کے مصلیٰ اور منوں پہنچنے سے پہلے مہاجر اور  
 منوں کو درست فرماتے۔ (امداد صحیحہ ص ۱۰۱)

دوسری حدیث سے لگایا کہ طارمہ وہی رکعت اللہ علیہ وسلم پڑھتا ہے جس میں  
 "وقوله في رواية ابى هريره رضى الله عنه فيأخذ الناس مصابيحهم قبل  
 خروجهم لعله كان من الامور التي يجمعونها لئلا يصوروا لغيره ولعل  
 قوله ﷺ فلا تقوموا حتى تروني كان هذا التكب"



## اقامت دین کرنا مستحب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جس روایت میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے صحابہ کرام مغفول کو درست فرماتے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک درجہ کا واقعہ ہے یعنی مغفول کو پہلے درست فرمانا بہت کم مرتبہ درپیش آیا ہے یا بیان ہوا کہ اس کے لئے کیونکہ نبی کریم ﷺ پر ضروری ہوتا ہے کہ ان صورتوں پر عمل کرنا بہتری کیوں نہ ہو یا کسی عذر کے پیش نظر یا نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی میں یہ فرمایا "فلا تقوموا حقنی قرونی" (جب تک مجھے نہ دیکھ لو اس وقت تک نہ کھڑے ہو) بعد کا ہے اور مغفول کو پہلے درست کرنے والا معاملہ پہلے کا ہے اس صورت میں یہ حکم پہلے عمل کے لئے ناسخ ہو گا۔

(۲۲۰ شرح مسلم ج ۱ اعلیٰ حصہ ص ۱۵۵)

## اعتراض:

اس مسئلہ کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعث المذعات میں ذکر کیا لیکن حضرت شیخ محقق کا قول بصرہ استحال ہے اور جس میں احتمال ہو اس سے استدلال نہیں ہو سکتا چنانچہ مشہور قول ہے "إذا جاء الاحتمال فسد الاستدلال" یعنی جب دلیل میں احتمال کی صورت ہو تو اس دلیل سے اثبات باطل۔

## اعتراض کا جواب یعنی علمی نکتہ کا جائزہ:

میں نے پہلی جگہ میں واضح کر دیا ہے کہ مذہب ثنائی (مذہب) یعنی علمی نکتہ ثنائی مثالی میں اقامت میں بیعت کا ہے اقامت کھڑے ہو کر نہیں کی جاتی۔  
اس کے بعد غور کریں کہ علامہ نووی نے جو صورتیں بیان کی ہیں یا شیخ محقق نے اس میں سے کسی ایک کو نہ مانا جائے تو تمام مذہبوں کا ابطال لازم آئے گا صرف فقہ احتمال یا احتمال پر اقامت کرنے والے علماء سے کسی کو یہ بیعتی جو تو علماء کا تو احمدی شتم ہو جائے گا احمدی کا لفظ استدلال ہی ہے کہ پہلے تمام احتمالات نقل کرتے ہیں پھر ایک وقت

مستتر ضمین کا کتمان حق :

**اعتراض :** جب اٹالی قول حدیث ہمارے (جو مذکور ہو چکی) کے خلاف ہے تو احتمال قول سے پیشے کو ملت اور کمرے ہونے کو کمرہ و تفریق کی نسبت کریں کیونکر ممکن ہے؟

جواب :

محقق نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو نووی شرح مسلم سے تو ذکر کر دیا لیکن یہ نہ  
 سمجھا آیا کہ علامہ نووی نے اس حدیث سے تطبیق دینے کے لئے بحث کیا ہے اس تحقیق کو  
 محقق نے ذکر نہیں کیا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی طرف غور کریں۔

”وفي رواية جابر بن سمرة رضي الله عنه كان ياتى رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا احتجبت ولا يلهم حتى يخرج النبي صلى الله عليه وسلم اذا خرج فاممت الصلوة حين يراه“

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ہلال رضی اللہ عنہ سورج کے اٹھنے پر اذان کہتے تھے اور جب تک کہ آ کر پہنچتے نہیں تھے آپ اقامت نہیں کہتے تھے جب آپ پہنچتے تھے تو آپ پہلے گویا کہتے تھے آپ اقامت کہتے۔

الفرق بين المثلين في المعنى هو أن الأول يعبر عن الشيء بغيره، والثاني يعبر عن الشيء بغيره.

اگرچہ میں علامہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی تلمیذ کا پہلے ذکر کر چکا ہوں تھا، لیکن اب اس کی وجہ سے  
دہرائے گئے ہیں اور اب اس کا ذکر کر رہا ہوں تاکہ وہ بھی اعتراف کی حیثیت کا اہل  
کا میں۔

علامہ نووی کی تعلیق:

١٠- قال القاضي عياض: رحمه الله: في صحيح من مختلف هذا  
الاعاين من بلاد رضي الله عنه ذكر من الطب من روج السراة من

حيث لا يراه غيره، أو إلا الضليل الضال، أول خروجهم ولا يقوم الناس حتى يروا لم لا يقوم مقامه حتى يعدلوا الصفوف ..

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مختلف احادیث میں وجہ ہامیت یعنی تطہیق و اشع طود پر موجود ہے کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے منظر رہتے تھے یعنی آپ اپنی نگاہ کو حجرہ مصطفیٰ علیہ السلام پر جمائے رکھتے تھے جب آپ اپنے حجرے سے باہر تشریف لاتے تو صرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی آپ کو دیکھتے یا کچھ چند حضرات اور بھی دیکھ لیتے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ دیکھتے ہی اقامت شروع فرما لیتے اور دیگر صحابہ کرام اس وقت تک نہیں کھڑے ہوتے تھے جب تک آپ کو دیکھ نہیں لیتے تھے، پھر نبی کریم ﷺ کے مصلی امامت تک پہنچنے سے پہلے صحابہ کرام صفوں کو درست فرما لیتے۔

(نووی شرح مسلم ج ۱، علی حدیث ابی قتادہ)

یہ تو ایک حدیث ہے جو مختلف کتب میں ہے۔

**اعتراض**

**جواب**

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے متعلق ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "حدیث ابی قتادہ حسن صحیح" ابوقتادہ کی حدیث حسن صحیح ہے احکام ثابت کرنے کے لئے اس وجہ کی ایک ہی حدیث کافی ہے، معترض تو اپنے توقف پر ایک حدیث بھی ثابت نہیں کر سکتے جب کہ ہماری پیش کردہ حسن صحیح حدیث کو ایک حدیث سمجھ کر کافی سمجھنا فرمان مصطفویٰ ﷺ کی توہین ہے۔

نہاں مصطفیٰ ﷺ سے تو صرف "نعم" (ہاں) نکل جائے تو قرآن اہل کتاب کو ہاتھ دینے میں کمال کہ ارشاد مصطفیٰ ﷺ کا علم ہو

عن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فقال ایھا الناس قریض علیکم الصبح فاحموا فقال رجل اکل لحم یا رسول اللہ فقلت حسر ولایا لک فقال لو قلت حسر لو حسرت ولایا لک فاعلم



اقامت میں کرنا مستحب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو فرمایا اسے لوگوں میں پہنچاؤ فرض کرو یا گیا لیکن پہنچا کر ایک شخص (اقرب بن حابس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج فرض ہے آپ ﷺ خاموش رہے (کوئی جواب نہ دیا) یہاں تک کہ تیس مرتبہ اس صحابی نے اسی طرح عرض کیا (آپ ﷺ ہر مرتبہ خاموش رہے) بعد میں آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں نعم (ہاں) کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا تم اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے۔

صحابہ کرام جیسا ایمان ہوتا تو ایک حدیث کہہ کر طفر کرنے کی جسارت نہ کرتے۔  
 "عن ابی السرداء ان رجلاً قال يا رسول الله في الصلوة غير ان قال  
 نعم فقال رجل من الانصار وجبت"

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز میں قرآن پاک پڑھا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نعم (ہاں) تو یہ سن کر ہی ایک انصاری صحابی نے کہا قرأت واجب ہوگی۔

والمطابق لـ ج ١، هناك التفرع إلى مطلب ١٠٠٠

نہی کریم ﷺ فرمائیں کہ میں ہاں کہہ دوں تو حکم فرض ہو جائے، صحابہ کرام بھی عرض کریں کہ مصطفیٰ ﷺ نے چونکہ ہاں فرمادیا ہے اس لئے حکم فرض ہو گیا۔

ایک علیت کا احوال ارکبے ایک حدیث پیش کی گئی تھی جہاں سے، کتنی بڑی برات کتنی بے باکی ایک حدیث موضوع نہیں ضعیف نہیں بلکہ حسن صحیح ہے یا اللہ کی جرات سے محفوظ رکھو۔

**اعتراض:** ایوب کے عنوان سے واضح ہوا کہ مقتدریوں کو کھڑے ہو کر نام کا اظہار کرنا اس وقت مکروہ ہے جب امام مہم جو رہے ہوں۔

**جواب:** علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ليس في ذلكم القليل نعم الكثير \*

١٥٠

قبیل کے ذکر سے کثیر کی نفی نہیں ہوتی، عنوان کے ماتحت کسی ایک مسئلے کے ذکر سے دوسرے کی نفی نہیں، کسی ایک شق کا ذکر کر دیا جائے دوسری کا ذکر نہ لیا جائے پھر بھی نفی نہیں فقہی کتب میں گنجی عنوان ہوتا ہے "باب الحیض" حیض کے مسائل کے ساتھ طہار اور استحاضہ کے مسائل بھی بیان ہوتے ہیں، گنجی فقہاء عنوان مرتب فرماتے ہیں "باب بیع الفاسد" لیکن بیع فاسد کے مسائل کے ساتھ بیع باطل کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علامہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے مفروضے کو پہلے ہی باطل کر رکھا ہے، معترض حضرات کی نظر صرف ایک باب پر پڑی ہے وہ عنوان بخاری میں اس طرح ہے:

"باب متى يقوم الناس اذا راوا الامام عند الاقامة"

اقامت کے وقت لوگ امام کو دیکھ کر کب کھڑے ہوں باب اس کے بیان میں معترض حضرات نے صرف اس باب کو دیکھ کر مفروضہ قائم کر دیا کہ عنوان میں جب صرف امام کو دیکھنے کا ذکر ہے تو یہ صرف اس وقت ہوگا جب امام موجود ہو امام کے موجود نہ ہونے کی صورت میں کہاں سکروہ؟ کہاں مستحب؟ اس کا تو ذکر نہیں، کاش بخاری کا دوسرا باب بھی دیکھ لیا جائے۔ بخاری میں دوسرا باب یہ ہے:

"باب لا يقوم الى الصلوة مستحجلاً وليقم اليها بالسكينة والوقار"

باب اس مسئلہ کے بیان میں کہ کوئی شخص نماز کے لئے جلدی کھڑا نہ ہو بکلاً آرام اور پروقار طور پر کھڑا ہو۔

اس عنوان کے تحت وہی حدیث بیان کی جو زیر عنوان "باب متى يقوم الناس اذا راوا الامام عند الاقامة" ذکر کی دوسرے عنوان میں ذکر کر رہے تھے حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

"عن عبد الله ابن ابي قحافة عن ابيه قال قال رسول الله ﷺ اذا ايمت الصلوة فلا تقوموا حتى تروني وعليكم السكينة"

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اقامت نماز کے لئے گئی جائے تو اس وقت تک  
نکھڑے ہو جب تک مجھے نہ کچھ لقمہ پر آرام سے کھڑے ہو تاں لازم ہے ۔

**اعتراض :** بخاری شریف کے بعض شارحین نے اس باب کا نام "باب

لا یسمى الى الصلوة مستعجلا وليقم بالسكينة" نام رکھا ہے اس کا مطلب  
تو یہ ہے کہ نماز کھڑی ہو تو دو ذکر نماز سے نہ ملے بلکہ آرام سے ملے ۔ لہذا اس باب کو بطور  
دلیل پیش کرنا صحیح نہیں۔

**جواب :**

اس کے ماتحت جو حدیث شریف درج کی گئی اس کے مناسب پہلا ہی عنوان ہی  
درست ہے کیونکہ اس دوسرے عنوان کا مطلب بھی یہ ہے کہ نماز کے لئے جلدی کھڑا نہ ہو  
بلکہ آرام سے کھڑا ہو جس طرح اس کی شرح عمدۃ القاری میں بیان کیا گیا ہے :  
"ای ہذا یدکر فیہ لا یقوم الشخص الى الصلوة حال کونہ  
مستعجلا وليقم الى الصلوة متلبسا بالسکينة والوقار"  
یعنی اس باب میں یہ مذکور ہے کہ کوئی شخص نماز کے لئے جلدی نہ کھڑا ہو بلکہ  
آرام اور وقار سے کھڑا ہو ۔

اب مطلب واضح ہوا کہ دونوں باب اس پر دلالت کر رہے ہیں کہ نماز جلدی نہ  
کھڑا ہو پہلے عنوان میں یہ ثابت ہے کہ امام کو دیکھنے سے پہلے کھڑے نہ ہوں اور دوسرے  
میں مطلق ذکر ہے کہ جلدی نہ کھڑے ہوں اب دونوں مسئلے ثابت ہو گئے ۔

**تنبیہ :**

خیال رہے کہ جماعت کھڑے ہونے پر دو ذکر نماز میں آ کر ملنے کی ممانعت بھی  
احادیث مبارکہ سے ثابت ہے مسلم شریف میں اس مسئلہ کا اسی عنوان سے بیان کیا گیا ہے  
"باب استحباب اتیان الصلوة بوقار سکينة والهي عن اتیانها سعيًا"



نماز میں آرام اور قار سے آ کر ملنے اور نماز میں دوڑ کر ملنے کی ممانعت کے بیان میں ۔

اس عنوان کے تحت مسلم شریف میں کئی احادیث ہیں ایک حدیث کو ذکر کیا جاتا ہے تاکہ خود واضح ہو جائے کہ بخاری شریف میں ذکر کردہ حدیث پاک اس مضمون پر اہانت نہیں کر رہی بلکہ وہی مفہوم ہے جو ذکر کیا جا چکا ہے :

"ان ابا هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول اذا قميت الصلوة فمما افرككم فصلوا وما فاتكم فاتكم السكينة فمما افرككم فصلوا او مما فاتكم فاتموا"

وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا جب نماز کی اقامت گئی جائے تو وہ ذکر نہ آجائے آرام و قار سے چل کر آجائے نماز تمہیں مل جائے تو وہ (جماعت سے) آ کر لو اور جو تم سے رہ جائے وہ (امام کے سلام کے بعد) پوری کر لو۔

مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۰

اس عنوان سے ایک مشکل کا حل :

مسلم شریف کے عنوان سے پتہ چلا کہ جماعت کھڑی ہو جائے تو آرام سے چل کر جماعت سے ملنا مستحب ہے اور دوڑ کر ملنا مکروہ ہے اب اگر یہ کہا جائے کہ اقامت بیٹھ کر سننا اور حی علی الصلوٰۃ یا حی علی اللہ پر گھڑا ہونا مستحب ہے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے تو کون سی مشکل درپیش آئے گی۔

"ساتھ ساتھ ایک اور مشکل کا حل بھی ہو گیا"

**اعتراض :** متون کا شراہ پر مقدم ہونا مسلم ہے متون میں کراہت کا ذکر نہیں

**جواب :** صرف چند الفاظ کو یاد کر لینے سے مطالب حاصل نہیں ہوتے جب

شروع اور متون میں تعارض ہو اور وہ تعارض الفاظ ممکن نہ ہو تو پھر یہ ضابطہ صادق آئے گا کہ

متون پر عمل کیا جائے اور شروع کو چھوڑ دیا جائے اگر ان میں تعارض ہی نہ ہو تو متون کا شروع پر مقدم ہونا مسلم ہے۔ کہ جماعت کھڑی ہو جائے تو دوڑ کر نہ مانتا بلکہ آرام سے چل کر مانا مستحب ہے ورنہ مانع ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے توجہ فرمائیں کہ مسئلہ اقامت کو متون نے مستحب تحریر فرمایا اور شروع میں اس کی مزید وضاحت ہے کہ اس پر عمل مستحب ہے اور ترک مکروہ ہے، شروع کا مقصد ہی زیادہ واضح کرنا ہوتا ہے، اگر متین کے بطور کسی اور ایک لفظ کو بھی تسلیم کرنا منع ہوتا تو سلف صالحین کو شروع تصنیف کرنے ضرورت درپیش نہ آتی ذرا غور تو فرمائیں متون و شروع میں کون سا تعارض ہے کہ متین پر عمل نہ ہو سکے، یہ صرف اپنے موقف کو ثابت کرنے اور دل کو تسلی دینے کے لئے طفل تسلیاں ہیں، اس سے نرا کد کچھ نہیں۔

### اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا سنت ہے:

علامہ حلی نے سنت بھی تحریر کیا ہے، قبر الاقمار کے حوالہ سے میں ابتداء ثابت کر چکا ہوں کہ ترک سنت مکروہ ہے:

”والقیام ای قیام الامام والقوم قال فی الوجیز والسنة ان یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ومثله فی المبتغی“  
امام اور قوم کے قیام کے مسئلہ میں وجیز میں بیان کیا گیا ہے کہ جب مکمل حسی علی الفلاح کہے تو امام اور قوم کو اس وقت کھڑا ہونا سنت ہے، اس طرح مبتغی میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

”حاشیہ شیخ سلیمان (حلی) علی المسند“

### اعتراض:

کھڑے ہونے سے منع اس وقت ہے جس وقت امام موجود ہو اور پہلے کھڑے ہونے میں بلا فائدہ تھکاوٹ ہو تو اگر امام موجود اور کھڑے ہونے میں حقوں کو سیدھا کرنا اور کشادگی کو بند کرنا اور قرأت امام سے قبل ثناء پڑھنے جیسے فوائد ہوں تو قیام ممنوع ہرگز نہیں۔

## معرض حضرات نے صرف ان عبارات کو دیکھا:

"قال العلماء والنهي عن القيام قبل ان يروه لتلا يطول عليهم القيام لانه قد يعرض له عارض فيتاخر بسببه"

علماء کرام نے فرمایا ہے کہ امام کو دیکھنے سے پہلے کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے تاکہ ان پر قیام لمبانہ ہو جائے اس لئے کہ امام کو کبھی عارضہ قد عارض آجائے کی وجہ سے تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔

۱۰۰۰ ج ۱ ص ۱۰۰

حاشیہ موطا امام محمد ص ۸۹ میں ہے:

"وقال ابو حنيفة واصحابه اذا لم يكن معهم الامام في المسجد فانهم لا يقومون حتى يروا الامام لحديث ابي قتادة عن النبي ﷺ اذا اقيمت الصلوة فلا تقوموا حتى تروني"

امام ابو حنیفہ اور آپ ﷺ کے اصحاب رحمہم اللہ نے کہا کہ جب امام قوم کے ساتھ مسجد میں نہ ہو، بیشک وہ اس وقت تک نہ کھڑے ہوں جب تک امام نہ نکلیں کیونکہ حدیث اہل قتادۃ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہے اس میں یہی ہے کہ جب اقامت کہی جائے اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک مجھے نزدیک نہ ہو۔

## کاش کہ یہ عبارات بھی نظر آ جائیں:

"وقال اذا كان الامام في المسجد واقامت الصلوة فانما يقومون اذا قال المؤذن قد قامت الصلوة وهو قول ابن المبارك"

بعض حضرات نے کہا جب امام مسجد میں ہو اور اقامت کہی جائے تو قد قامت الصلوۃ پر لوگ کھڑے ہوں یہی صحابہ کرام کا معمول تھا اور یہی حضرت ابن مبارک کا قول ہے (اس سے قبل صحابہ کرام کا یہی ذکر آ رہا ہے)

۱۰۰۰ ج ۱ ص ۱۰۰



"وَالصَّيَامُ لِامَامٍ وَمَوْلَاهُ حِينَ يَمْلِكُ عَلَى الْفَلَاحِ خَلَا لِمَا لِرَأْسِ الْعِدَّةِ  
عِنْدَ حَيِّ عَلَى الصَّلَاةِ"

امام اور مقتدی کھڑے ہوں پس جس علی الفلاح کہا جائے البتہ امام و فر  
رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایک باب جس علی الصلوۃ کہا جائے

(ابو یوسف : ۱۰۰۰۰)

یہاں امام اور مقتدی دونوں کے کھڑے ہونے کا ذکر ہے امام کو دیکھ کر مقتدی  
کھڑے ہوں پہلے نہ کھڑے ہوں کہ ہو سکتا ہے امام کو دیر نہ ہو جائے مقتدی کھڑے ہو کر  
تھک نہ جائیں لیکن امام کسے دیکھ کر کھڑا ہو گا وہ کس کی اقتدار میں تھا وہ بڑا است کرے  
گا۔

## اعتراض :

قیام مستحب کی ابتداء کس وقت ہے ؟ اس کا ذکر کتب اصناف میں نہیں ؟

## جواب :

پہلی بات تو یہ ہے کہ جسے بزرگان دین و علماء کرام پرخند کریں وہ بھی  
مستحب ہے تو وقت کی ابتداء معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں لیکن یہاں تو روز روشن سے  
بھی زیادہ واضح ہے کہ یہ امر مستحب و مستحسن نہیں کریم ﷺ اور اصحاب کرام کے زمانہ سے پہل  
رہا ہے، فقہاء کرام جب حدیث پاک نقل فرما رہے ہیں تو اور زیادہ کس چیز کی ضرورت  
باقی رہ گئی ؟ فقہاء کرام کو تاریخ لکھنا ضروری تھا یا کہ فقط زمانہ مصطفیٰ ﷺ لکھنا کافی تھا ؟  
حقیقت بات یہ ہے کہ انسان ضد اور حسد کی وجہ سے ایسی عجیب حالت میں ہو جاتا ہے کہ  
سورج کی طرح روشن چیزیں بھی نظر نہیں آتیں۔

لفظ لا باس سے بعض حضرات غلطی کا شکار ہو گئے :

چنانچہ الطعطار علی البدل المختار میں ہے :

"وَالصَّيَامُ لِامَامٍ وَمَوْلَاهُ الْحَقُّ مَسْرُوعَةٌ لِامْتِنَانِ امْرَأَةٍ وَالطَّعْمُ لِمَا احْتَمَلُوا  
عَنِ النَّاحِيَةِ لَا التَّقْدِيرِ حَتَّى لَوْ لَامَ اَوَّلُ الْاَلْفَةِ"

یعنی جس علی الفلاح کے وقت قیام مستحب ہونے کی علت ہوا ان کے امام کی قور

بچا آوری ہے اور اس عبارت (والتقیام لامام ومؤتم حین قلیل حسی علی السلاخ) سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس (حسی علی السلاخ) کے کہنے کے بعد تاخیر قیام سے بچنا ہے نہ تقدیم قیام سے یعنی قیام کو حسی علی السلاخ کے وقت سے متعین کرنے کی قید کا کیا فائدہ؟ تاخیر قیام سے احتراز ہے تقدیم قیام سے احتراز کے لئے یہ قید نہیں

## جواب :-

اس تمام بحث میں اصل غلطی کی وجہ لا باس کا لفظ ہے محترضین اس کو صحیح نہیں سمجھ سکے حتیٰ لو فام اول الاقامة لا باس بہ کا بظاہر ترجمہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اقامت کے اول میں کھڑا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

اس عبارت سے یہ مطلب لینا کہ پہلے کھڑا ہونا مکروہ ثابت نہیں ہو سکتا اور علت صرف تاخیر قیام سے بچنا ہے یہ مفروضہ قائم کرنے کی ضرورت صرف اس لئے درپیش آئی کہ لفظ لا باس کو حضرات نہ سمجھ سکے کیونکہ لفظ لا باس مختلف معانی میں استعمال ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں یعنی حرام نہیں لیکن مکروہ ہے اور اس کے خلاف دوسری صورت مستحب ہے اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے تفسیر الابصار کی عبارت اور شامی کی ملاحظہ ہوتا کہ مقدمہ آسانی سے حل ہو جائے۔

ولا باس بقتضی خلا محرابہ (تفسیر الابصار) مسجد کو سوائے محراب کے نقش و نگار گرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ ہیکرہ لانه یطہر المصلی (در مختار) محراب کو نقش و نگار کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ نمازی کی توجہ نماز سے پھیر دیتا ہے یعنی محراب میں اتنے نیچے تک نقش ہوں جن پر نماز کی حالت میں سجدہ کی جگہ سمجھنے کے باوجود نظر چلے تمام دیواروں کا یہی حکم ہے باقی جگہ نقش و نگار مسجد کی تعلیم کے پیش نظر مستحب میں شامل ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب عن عظیم المسجد - بطریق احمدیہ ۱۲

بعض فقہاء کرام نے کہا ہے کہ مسجد کی تعلیم کی نیت سے مستحب ہے لیکن اس نیت کے بغیر نقش کرنے کے لئے لفظ لا یسأس استعمال کیا ہے اس پر بحث کرتے ہوئے ثانی فرماتے ہیں:

”قال فی النہایۃ لان لفظ لا یسأس قلیل علی ان المستحب غیرہ لان الباس شدۃ“

نہایت میں ہے کہ لفظ لا یسأس دلیل ہے کہ دوسری جانب مستحب ہے کیونکہ ”یسأس“ کا معنی شدت سے یعنی اس میں کوئی شدت یا سختی نہیں یعنی مسجد کی تعلیم کی نیت کے بغیر نقش و نگار مکرر ہیں اور نقش و نگار نہ کرنا مستحب ہے۔

الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۹۹

اب اس بحث سے نتیجہ بہت واضح ہوا کہ اقامت کہتے ہوئے قی علی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑے ہونے میں کوئی شدت و حرمت تو نہیں لیکن مکرر ہے اور قی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔

## تعالی الناس کی اصلاح کا قلعہ استعمال:

**اعتراض:** نورانوار میں ہے ”و تعامیل الناس ملحق بالاجتماع“ یعنی لوگوں کا تعالیٰ حج شریعہ سے اجتماع امت کے ساتھ ملحق ہے چاہے آخرین میں ۴۵ میں وللتعامل جوہر الاستصناع یعنی اصناف کو ہم نے جائز قرار دیا کہ لوگوں کا تعالیٰ ہے قدر تشریح استصناع میں قی معدوم کی لفظ ہوتی ہے اور مستحب ہے کہ معدوم کی وجہ سے انہیں مگر یہ فقہانے لوگوں کو محفل کرتے ہوئے دیکھا تو اس تعالیٰ کی بنا پر حج کا فتویٰ دیا۔

**جواب:** سفر طہین کی اس بحث سے تو یہ پتہ چلا کہ یہ جائز کام پر جب تک عمل شروع کر دے تو علمائے کے جو کہ فتویٰ سے عدلیہ امور ہائے امن والک۔



مطلق تعامل الناس (لوگوں کا قتل) کوئی دلیل نہیں، نوہ الا نوار میں ایک اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے کہ ما تن نے شرعی جتوں کو چار میں منحصر کر دیا ہے حالانکہ تعامل الناس بھی ایک دلیل ہے تو شارع نے جواب دیا کہ تعامل الناس کوئی دلیل نہیں اگر کہیں تعامل الناس پر کسی دلیل کی وجہ سے فقہاء کرام فتویٰ دیں گے تو دلیل وہاں اجماع امت کو بنایا جائے گا یہ نہیں کہ وہاں دلیل تعامل الناس کو بنایا جائے گا معترضین اصل میں لفظ مطلق کے مفہوم کو سمجھنے سے قاصر رہے معترضین نے یہ سمجھا کہ ہر تعامل الناس اجماع کا ایک حصہ ہی ہے یہ غلط ہے اگر اس دلیل کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیا جائے تو رشوت، سود، شراب، فحشاء، مانع گانے عریانی بے حیائی سب ناجائز کاموں پر لوگوں کا قتل ہے لہذا اس تعامل الناس کو دیکھ کر علماء کو جواز کا فتویٰ دینا چاہئے حالانکہ ایسا کہنا اور سوچنا بھی دین ستیمن سے بغاوت ہوگی۔

### کوئی تعامل الناس مطلق بالاجماع ہے:

”ان القیاس الجلی مقتضی شیاً والاثر والاجماع والضرورة والقیاس الخفی مقتضی ما یضاده فیرک العمل بالقیاس وبصار الی الاستحسان“

ایک علم کا قیاس جلی تھا کرتا ہو لیکن حدیث پاک اور اجماع اور ضرورت اور قیاس خفی اس کی ضد کا تھا کرتے ہوں تو قیاس جلی کو چھوڑ کر استحسان پر عمل ہو گا۔

(نور الانوار ص ۲۴۳)

یہ مسئلہ بیان کرنے کے بعد مثالیں دی گئیں، جلی صورت کی مثال بیع مسلم دی گئی یعنی قیاس کے مطابق بیع مسلم ناجائز ہوئی چاہئے لیکن حدیث پاک سے اس کا جواز ثابت ہو رہا ہے لہذا بیع مسلم جائز ہوگی قیاس پر یہاں عمل نہیں ہوگا۔

دوسری مثال دی ہے اصطناع (حقت طلب کرنا):

"والاستصناع مثال بالاستحسان بالاجتماع وهو ان يامر انسان مثلاً  
بان يحجز له حفاً بكذا بين ضلعة ومقداره ولم يذكر له احداً من  
الطبايع يقتضي ان لا يجوز لانه بيع المعلوم ولكن ان كانا واستحساناً  
جوازاً بالاجتماع لتعامل الناس فيه وان ذكر له احداً يكون مسلماً"  
اصطناع مثال ہے جماعت امت سے عبارت ہے کوئی انسان کسی کو کہے معلوم  
مجھے جوتا قیامت کا نادر اس قسم کا فلاں پاؤں کا ہو لیکن قیامت مقرر نہ کریں کہ  
فلاں وقت تک نادر قیاس چاہتا ہے کہ یہ ہزارت ہو لیکن معدوم چیز کی قطعاً  
دی ہے لیکن ہم اس قیاس کو چھوڑ دیں گے اور امتحان پر عمل کریں گے کیونکہ  
لوگوں کے عمل کی وجہ سے اس کے جواز پر اجماع ہے اصطناع اور اصطناع میں  
فرق بیان کیا گیا ہے کہ وقت مقرر نہ جائے تو مسلم نہ اصطناع۔

تور الاموال ص ۲۳۳

"فان قلت ان هذا الاجتماع معارض للنقص وهو قوله عليه السلام  
لا تبع ما ليس عندك فكيف يكون مقبولاً قلت النص صريح  
مخصوصاً في حق هذا الحكم بالاجتماع"

اگر یہ کہا جائے کہ یہ اجماع تو حدیث پاک کے مخالف ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ  
کا ارشاد گمراہی ہے کہ کوئی شخص اس چیز کی بیع نہ کرے جو اس کے پاس نہیں تو یہ  
اجماع کیسے قبول ہوگا تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ یہ حدیث حدیث پاک  
اس حکم کے حق میں مخصوص ہے بالاجماع یعنی اس کے مجموعہ میں ہونے سے محال

ہے۔

بصر الاول

"فان قلت ان النقص ان شرطه التخصيص فثبت ان الاجتماع ليس  
بمفسر ان قلت ان النقص ان شرطه ليس التخصيص الاول والنقص  
مخصوص في قبل الاجتماع بالسلم فيجوز بعد بالاجتماع"

اگر یہ کہا جائے کہ کسی علم کو خاص کرنے کے لئے ضروری ہے کہ شخص کی اس کے ساتھ مقارنت پائی جائے حالانکہ اجماع کا نص سے تھکان نہیں پایا گیا تو اس کا جواب یہ دیا جائے کہ کسی نص کو خاص کرنے کے لئے پہلی مرتبہ جو شخصیں پائی جائے اس کی مقارنت ضروری ہے بعد میں ضروری نہیں اس حدیث پاک کی تخصیص اجماع سے پہلے خود حدیث پاک سے ملے جس میں مقارن پایا گیا ہے بلکہ علم سے تخصیص ہے اس کے بعد اجماع سے تخصیص بغیر مقارنت کے جائز ہے۔

(قرائت)

### مذکورہ بحث سے نتیجہ حاصل ہوا :

لوگوں کے ہر فعل کو دیکھ کر مسائل نہیں بدلتے۔ ناجائز، جائز نہیں ہوتا بلکہ قیاس سے حکم کا جائز ہونا سمجھ آ رہا ہو اور لوگوں کا فعل اس کے خلاف ہو اور اس فعل کو اجماع امت نے جائز قرار دیا ہو اور وہ اجماع حدیث پاک کے مخالف نہ ہو۔ اجماع پر علت نص سے حاصل ہو اور اجماع بھی مجتہدین فقہاء کرام کا ہو جو نیک ہوں خواہشات نفسانیہ (چاہلوی) قرب سلطان، حصول جام، حصول مال اور فتنہ ان میں نہ پایا جائے۔

تو اس وقت تعاصیل الناس کی اصطلاح کو استعمال کیا جائے گا ورنہ تعاصیل الناس کی من گھڑت ہے یا اصطلاح سے لوگوں کو دین سے دور کر دینے والا ہو گا۔

### اصحاب حال کا غلط استعمال۔

اصحاب الحال کے ذریعے دراصل سابقہ دور کے کلی رسم و رواج یا عرف و عادات کو بحال بنے دیا جاتا ہے۔ اس استدلال کی بعض صورتوں کو بھی امام صاحب نے اختیار کیا۔ اصحاب کا مفہوم دراصل یہ ہے کہ جب تک کسی مسئلہ کے خلاف کوئی حکم شرعی ثابت نہ ہو سابقہ حالت کو برقرار رکھ دیا جائے۔



**اعتراض:** پس کمزے ہونے کے قبل کہ برقرار رہے اور پہلے اوجھارے اس کے خلاف کوئی  
 حکم شرع ثابت نہیں۔

**جواب:** اصحاب حال ہمارے نزدیک کوئی دلیل نہیں لگاتے یہ تیاں کے ساتھ تعلق  
 ہے۔ لہذا اصحاب حال کا حال کو پیش کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ آئیے اور  
 اصحاب حال کا حال دیکھئے:

”استصحاب الحال ای طلب صحۃ الحال للماضی بان محکم  
 علی الحال بمثل ما حکم فی الماضی و حاصلہ البقاء ما کان علی ما  
 کان بمجرد انہ لیوحد دلیل مزید و ہو حجة عند السلفی استدلالاً  
 بقائنا الشرائع بعد وفاته علیہ السلام و عندنا ہو لیس بحجة لان  
 المبتدئ لیس بمقتضی“

اصحاب حال کا معنی ہے ماضی کے لئے حال کی طرح حکم لگاتا۔ حاصل کلام یہ ہے  
 کہ اصحاب حال کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز جس طرح تھی اسی حال پر اس کو  
 رہنے دینا جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل نہ پائی جائے یہ اصحاب حال امام  
 شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حجت ہے ہمارے نزدیک حجت نہیں۔ اس لئے کہ  
 یہ مثبت ہے۔ اس میں بقائیں۔ اس لئے کہ یہ لازم نہیں آتا کہ جس دلیل سے اعتقاد  
 زمانہ ماضی میں ثبوت پایا گیا وہ حال میں بھی باقی رہے کیونکہ جو عرصہ ہے جو  
 حادث ہے غیر موجود ہے لہذا اس کے لئے علیحدہ سبب کی ضرورت ہے۔

ایضاً لکن لا ہو

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل پیش کی تھی کہ اصحاب حال حجت  
 ہے اس لئے کہ نبی ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی احکام شرعی ثابت  
 ہیں۔ لہذا ان کا ثبوت صرف اصحاب حال کی وجہ سے ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق چونکہ اصحاب حال  
 حجت نہیں لہذا آپ کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے۔

”و استنباء الشرع اجمع فلیقام الاذلة علی کرمہ حکم السنن ولا یعت  
 بعللہ احد یستخیر لا بمجرد استصحاب الحال“

اسلام میں کی جا صرف صحابہ کرام کی وجہ سے نہیں بلکہ دلائل موجود ہیں کہ نبی  
 کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو آپ  
 ﷺ کی شریعت کو مستحکم کر دے۔

نور الانوار ص ۱۳۸

اب تک جو بحث کی گئی ہے اس سے یہ واضح ہوا کہ استصحاب حال کا حجت ہونا  
 باطل ہوا جو معتزلیں کا مفروضہ جو انہوں نے قائم کیا ہے وہ خود باطل ہو گیا۔ وہ ان کا باطل  
 مفروضہ یہ ہے "لیکن کھڑے ہونے کے قبل کو برقرار رہنے دیا جائے کہ اس کے خلاف  
 کوئی علم شرع ثابت نہیں۔ اس مفروضہ کی بنا استصحاب حال پر تھی۔ جس کا غلط استعمال کیا  
 ہے۔"

امام مالک پر روایت کی رائے سے حنفی مذہب باطل نہیں ہو سکتا:

معتزلی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو بیان کرتے ہوئے  
 اہل سنت کے امور پر اپنے رسالہ کے اوراق بھردیے ہیں

## محاسبہ :

میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ اقامت کے مسئلہ میں تین مذاہب یعنی حنفی، شافعی  
 اور حنبلی کا اتفاق ہے صرف مالکی مذہب مختلف ہے اگر بالفرض تینوں مذہب یعنی مالکی، شافعی  
 اور حنبلی ایک طرف ہوتے اور حنفی مذہب دوسری طرف تو ہم نے پھر بھی حنفی مذہب کو ہی  
 اختیار کرنا ہے کیونکہ ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں اس لئے معتزلیں کے امام  
 مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے متوالان سے سیوا شیعہ اوراق کی جھڑت پانی کے بلبل سے  
 نہ لیں قطعاں میں ہمہ انداز کے اوراق حجت کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن احکام  
 اقامت کے لئے حنفی ہونے کا وجہ اور صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کی وجہ  
 ہے۔ حنفی مذہب کو چھوڑ کر مالکی مذہب اختیار کرنے والے پھر وہ کلمہ کہہ کر کتابوں کے مہار کا

اے ہم صرف اتنا کہہ دیں گے کہ وہ شخص جس نے تم کو حج میں لے کر آیا ہے اس سے کوئی شک نہیں  
 مٹتی ہو کر کوئی شخص امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے اقامتِ حج نہیں کر سکتا  
 آئیے نوکر کریں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب جسکی فقہاء کرام نے اتنی ہی اس میں  
 کیے بیان کیا ہے۔

فقہاء کرام فرماتے ہیں

"والقیام حين قيل حي على الفلاح"

نماز کے مستحبات کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے فرمایا کہ جسے علی الفلاح  
 کے وقت کھڑا ہونا مستحب ہے خیال رہے کہ جس شخص نے مسجداً میں کی تعلیم کے قابل ہیں  
 باتن کے مطلق ذکر کیا ہے مقتدی یا امام سے متفقہ نہیں کیا اور نہ ہی امام کی جگہ کی قیادہ کا ذکر کیا

"والقیام حين قيل حي الفلاح والقیام الى الصلوة حين قيل حي على  
 الفلاح وقال زفر رحمه الله عليه حين قيل لقد قامت الصلوة"

باتن نے کہا ہے جس وقت جسے علی الفلاح کہا جائے اس وقت قیام مستحب ہے جس  
 قیام سے مراد نماز کے لئے کھڑا ہونا امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس وقت مستحب  
 کھڑا ہونا جب قد قامت الصلوة کہا جائے۔

"والقیام الى قیام الامام والقوم قال فی التوحید والسمعة ان يقوم الامام  
 والقوم اذا قال المؤمن حي على الفلاح ومنه فی الصلوة  
 امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب جسے علی الفلاح کہا جائے  
 باتن نے مستحب کہا ہے جو میں یہ ہے کہ جب علم جسے علی الفلاح ہے  
 اس وقت امام اور مقتدی کا کھڑا ہونا سنت ہے جس میں بھی اس امر کا ذکر کیا گیا  
 ہے۔



”وَالْقِيَامَ حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“

جب قائل القیام کہا جائے اس وقت (امام اور مقتدی) کھڑے ہوں

(نور الابصار فصل من ادبہ)

”لَبَّاهُ الْقَوْمُ وَالْاِمَامُ اِنْ كَانَ حَاضِرَ الْقُرْبِ الْمَحْرَبِ وَفَتْ قَوْلِ الْمَطْبُوعِ حِينَ قِيلَ لِهَذَا اَمْرٌ بِالْقِيَامِ فَيُجَابُ“

امام اور قوام اس وقت کھڑے ہوں جب اقامت کہنے والا احی علی السلاخ کہے کیونکہ مکمل نے امر بالقیام دیا ہے اسے قبول کیا جائے یہ اس وقت ہے جب امام محراب کے قریب ہو۔

(حاشیہ مولانا اعجاز علی دیوبندی نور الابصار)

ذیل اس ہے کہ یہ حاشیہ دیوبندی مولانا صاحب کا ہے آپ نے امام اور مقتدی دونوں کے قیام ذکر کیا ہے اب یہ مضرعہ بھی باطل ہو گیا کہ امام حاضر ہونے پر یہ حکم نہیں اور مقتدیوں کے لئے یہ حکم ہے، امام تو انہی آ رہا ہے لہذا اس کے لئے یہ حکم نہیں مولانا اعجاز علی صاحب دیوبندی نے تمام مضرعہوں کا خاتمہ کر دیا۔

”طَرِيقَةُ حَوَالِدِي سَاعَ بَرُوجِهِ مَسْتُ اَنْ اَسْتَكْ اَذَانُ مَحْكَمَةٍ شُودُ وَالْمَاثِلُ وَلِزْدِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ بِرُحْبُودِ“

یعنی نماز ادا کرنے کا مستنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اذان کی جائے پھر اقامت اور حی علی الفلاح کے وقت لوگ کھڑے ہوں۔

(مالابند منہ من ۳۰)

”وَمِنْ اَدَبِ الْقِيَامِ اَنْ لَبَّاهُ الْقَوْمُ وَالْاِمَامُ اِنْ كَانَ حَاضِرَ الْقُرْبِ الْمَحْرَبِ وَفَتْ قَوْلِ الْمَطْبُوعِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اِنَّ اَمْرَهُ فَيُجَابُ“

مکتب یہ ہے کہ امام جب محراب کے قریب ہو تو لوگ کھڑے ہوں جب اقامت کہنے والا احی علی السلاخ کہے کہ وہ قیام کا حکم دے رہا ہے اسے قبول کیا جائے۔

(نور الابصار فصل من ادبہ)

"لأنه أمر به ليحيا في الأمان العظيم أمر بالقيام في الأمن قوله حتى على الصلاة فإن الأمر لا يفلحهم المطلوب منهم حيثما الصلوا فيأمر إليها بالقيام"

اقامت کہنے والا جب اقامت کہے اور حق علی الصلاة پر پکارتے ہوئے کہے کہ لوگو! نماز کرو۔  
 ہوں کیونکہ وہ کہہ رہے ہوں کہ اگر وہ اپنے اپنے اوقات میں نماز کریں تو اس سے قیام کا ذکر ہی نہیں کیا تو اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ جب وہ  
 حق علی الصلاة کہتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ نماز کی طرف توجہ دینی  
 اپنے مطلوب و مقصود کو پاؤ وہ مطلوب و مقصود نماز ہی ہے اس لئے لوگوں کو  
 چاہئے کہ اب اس طرف جلدی کریں یعنی اب قیام کریں۔

(طحاوی فی تفسیر ص ۱۰۱)

"وإذا أخذ الملائكة في الإقامة ودخل رجل المسجد فإنه يعلم لا يستظهر فأنما فإنه مكرود كما في المصبرات فهمتني وبهم منه كراهة القيام ابتداء الإقامة والناس عند غافلون"

جب اقامت کہنے والا اقامت شروع کرے اور ایک شخص مسجد میں داخل ہوتے  
 وقت وہ بیٹھ جائے اور کہہ دے تو کراہت نکلا رہے کہ کیونکہ یہ غفروں کے  
 مضمرات میں ہے تمنا فی نے اسے ذکر کیا ہے اس سے یہ سمجھا گیا کہ اقامت  
 کی ابتداء میں کہہ دینا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

(طحاوی فی تفسیر ص ۱۰۱)

قربان ہاں ایک فقیر کی عمر گنتی دور تک کام کر رہی تھی۔ وہ غافلوں  
 (لوگ اس سے غافل ہیں) کہہ کر واضح کر دیا کہ یہ لوگ اس سے غافل  
 مظاہرہ کر رہے تھے غافلان سے اسے دور کریں گے اس کی بات اچھی اچھی آئے گی۔

"والقيام لا مقام ومولم حتى قبل حتى على الصلاة صلاة لا مقام  
 عند حتى على الصلاة"

۱۳۔ مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب تکمیل حسی علی الفلاح کے  
لامہ لم رزقہ اللہ علیہ کا اختلاف ہے ان کے نزدیک جب حسی علی  
الصلوۃ کے کھڑے ہوں۔

(در مختار باب آداب الصلوۃ)

”حسن قبل حسی علی الفلاح کذا فی کتب ونور الابصار والاصلاح  
الظہیریۃ والسنان وغیرہا والذی فی الدرر معنا وشرحا عند  
الصحفہ الاولی یعنی حین یقال حسی علی الصلوۃ“

حسی علی الفلاح پر کھڑے ہوں یہ مسئلہ کثرت اور الابصار، اصلاح، ظہیریۃ،  
بدائع وغیرہ میں ہے البتہ درر میں متن اور شرح میں حسی علی الصلوۃ پر  
کھڑے ہونے کا ذکر ہے حسی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونے کا ذکر کرنی  
کتب میں ہے۔

(شامی باب آداب الصلوۃ)

”ویراہ الشیخ اسمعیل فی شرحہ الی عیون المصاہب والفیض  
والوفایۃ والغایۃ والحاوی والمختار، قلت واعتمد فی متن الملتقی  
حسی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونے کا ذکر شیخ اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ نے  
اپنی شرح میں کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ مسئلہ عیون المصاہب، فیض،  
حاکای، وغیرہ، حاقی اور مختار میں ہے شامی کہتے ہیں ملتقی میں بھی اسی پر اتنا  
آگاہ ہے۔“

(شامی باب آداب الصلوۃ)

واضح ہو اگر فقہ کی معتبر بیسیوں کتب میں یہ مسئلہ موجود ہے فقط اختلاف اس میں  
ہوگا کہ حسی علی الصلوۃ پر کھڑے ہوں یا حسی علی الفلاح پر لیکن یہ کسی نے نہیں  
کیا کہ اتنا میں کھڑے ہوں یا کھڑے۔

”قال فی التاجیرۃ بطوم الامام والقوم (۱) قال العزیز حسی علی  
الفلاح عند علیانہ الفلاح“



## اقامت میں کھڑے نہ ہونا مستحب ہے

ذخیرہ میں ہے کہ ہمارے تین ائمہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک امام اور مقتدیٰ حتیٰ علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔

اعظمی باب آداب الصلوٰۃ

تاہم شامی کا مختار حتیٰ علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونا ہے نہ اچل تک جرح و بحث کی گئی ہے اس سے واضح ہوا کہ تمام فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ امام اور مقتدیٰ شرع سے ہی نہ کھڑے ہوں بلکہ حتیٰ علی الصلوٰۃ یا حتیٰ علی الفلاح پر کھڑے ہوں شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو حدیث شریف بخاری، مسلم، ترمذی کے احوال سے بیان کی جا چکی ہے وہ منقولہ شریف میں باب الاذان کے ملحقات و متممات میں ذکر کی گئی ہے اس کی شرح و الامعات میں شیخ محقق نے اس طرح کی۔

”وعن ابی قیسۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اقمتم الصلوٰۃ فلا تقصروا — چوں اقامت گفتمہ شود بر آئے نماز پس بر نحوہ، حتیٰ قد خرجت، تا آنکہ بیند بر آکہ بتخلیف بیرون آمدن در آن مسئلہ فقہاء گفتمہ اند مذهب آنست کہ نزد حتیٰ علی الصلوٰۃ بہد بر حفا است و شاید کہ بیرون آمدن آنحضرت در بوقت می بود و مقرر علیہ“

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اقامت کی جائے تو نہ کھڑے ہو یہاں تک کہ مجھے گھر سے لگتے ہوئے دیکھ لوں کی شرح میں شیخ نے فرمایا کہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ نہ آپ پر ہے حتیٰ علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑا ہونا چاہئے و شاید کہ کی گریہ و گھبراہٹ کی خبر یہ آ رہی کا یہی وقت ہو گا۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح میں جو وضاحت کی ہے وہ اس کی

ہو چکی ہے۔ حمد و ثناء ہی میں بھی تقریباً اسی طرح کو ذکر کیا گیا ہے، اصل وجہ نبی کریم ﷺ کی یاد کو تازہ رکھنا ہے علت یہ ہے یا نہ ہے۔

حاج میں پہلے طواف کے پہلے تین پکڑوں میں رمل کیا جاتا ہے جس کا سبب زائل ہو چکا ہے لیکن نبی کریم ﷺ کی یاد ابھی تک تازہ ہے تا قیامت یہ سلسلہ باقی رہے گا:

”وہو رمل فی الثلث الاول من الاضواط والمحمل ان یبھز فی مشیہ  
الکثیر کما لیسار یضجر من الضمین و ذالک مع الاضطباع و کان  
سہ اظہار الحلد للمشرکین حین قالوا اضناہم حین یترک ثم بقی  
الحکم بعد ذوال السب فی زمن النبی ﷺ وبعده“

اپنے طواف کے پہلے تین پکڑوں میں رمل کرے رمل یہ ہے کہ کندھوں کو ہلکا ہلکا کر چلے جس طرح میدان کارزار میں دو صفوں کے درمیان بہادر لوگ اپنی قوت کا اظہار کرنے کے لئے کندھوں کو حرکت دیتے ہیں طواف کرنے والا اپنی یاد ہو اس نے اوپر پیٹ رکھی ہے وہ دانتیں کندھے کے نیچے سے بائیں کندھے کے اوپر اٹھ کر رمل کرے وجہ اس کی یہ تھی جب مشرکین نے صحابہ کرام کے متعلق کہا تھا کہ ان کو شرب (مدینہ طیبہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے ان کو اپنی قوت اور طاقت دکھانا تنصوہ تھی نبی کریم ﷺ کے زمانہ اطہر میں علی یہ سب شرم ہو گیا اور بعد میں بھی شرم ہی رہا لیکن رمل کا حکم موجود ہے۔

(ہدایہ اولین کتاب الحج)

جب مسلمان کسی مشرک کو اپنی قوت دکھانے کے لئے رمل کرتے ہیں یہاں تو بائیس سبب شرم ہو جانے کے باوجود حکم موجود ہے تاکہ مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی یاد آتی رہے کہ آپ نے اور آپ کے یاروں نے یہ کام کیا تھا۔

لہذا معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا حسی علی الصلوۃ کے وقت تشریف لانا اور صحابہ کرام کے وقت نماز ادا کرنا علی مدارے لئے کافی ہے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو یاد دہانہ کر کے ان کی تمکانات سے بچانے کے لئے حکم دیا تھا تو

پھر بھی عزم برقرار ہے گا۔

۲۔ بائبل کو تکلیف تو اس وجہ سے تھی کہ اس میں عہدہ قیوم شخصیں بھی جوت ہو رہے تھیں لیکن نام نہاد مسیحوں کو کیا تکلیف لاحق ہو گئی تا م نہاد مسیحی ملائیں کو چاہئے تھا کہ وہ مشائخ کو یہ لفظ بھی بتاتے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ابتداء میں نہ کھڑا ہونا اور حضرت عمرو بن ہشام کا ابتداء میں قیام کو مکروہ سمجھنا پہلے مذکور ہو چکا ہے اب بھی کوئی کہتا ہے کہ دلیل نہیں پائی گئی تو اس کا علاج ممکن نہیں، علاج مرض کی دوا موت کے بغیر کچھ نہیں۔

### معترضین کے چند عجیب اقوال:

(۱) فقہاء کا قول اصل نہیں۔

(۲) شروع اقامت میں قیام معہود کے خلاف کوئی دلیل اور ارجحیت نہیں

(۳) قیام معہود کو بعض غیر فقیہ لوگوں نے مکروہ تحریمی کہا۔

(۴) معہود بیٹھنے کو بعض حضرات نے با و دلیل سنت کہا۔

(۵) جو حضرات قول مکروہ کو پسند کرتے ہوئے

”والشاس عنہ عافلون“ پڑھ کر اپنی طبیعت کی اوجھڑا رہے ہیں انہیں چاہئے کہ مشائخ کا خیال سمجھیں۔

### مقام تفکر:

سبحان اللہ! کیا نظروں پر لب لبوب الہی ہی خیال چلتے ہیں؟ وہاں تک کہ غور کیلئے مشائخ سنت کے تابع غلامان سے مشائخ کو بدنام نہ کریں مشائخ نے کبھی نہ کہا کہ سنت کو بدنام نہ کریں۔

(۶) مالتیری غلاموں، قیصر کا مکروہ، کوہ با و دلیل ہے تو پھر عہدہ قیوم کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔



(ج) جب حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام اور بزرگان دین کا بیٹھنا ثابت نہیں تو پھر عزت کیسے ہوا؟

مقام تفکر

بالکل وہاں کی گلی بٹ سے واضح ہو چکا ہے کہ صحابہ کرام بیٹھتے تھے تین مذاہب میں  
 برصغیر طاعت ہے وہاں آفتاب کو دیکھ کر کوئی کہے میں نہیں مانتا یہ آفتاب ہے یا نہیں آفتاب  
 کب روشن ہے؟ ایسے شخص کو سمجھانا تو انسانی طاقت سے ماورا ہے البتہ اپنی طرف سے  
 بہت قائم کر دیا کہ وہ صحابہ سے روشنی ہے آفتاب کی چمک دمک ہے بھی کہہ رہے ہیں  
 آفتاب روشن ہے کافی ہے۔

(۸) اجماع کے وقت کفر و بدعت اور کسی صاحب کے نزدیک روحانی بیماری ہے  
 ”بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ بیماری شافعی، حنبلی، مالکی، حنفی سب میں ہے“

محلہ

فراخورد کریں، صرف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک پہلے بیان ہو چکا ہے مجتہد  
اہم کے ساتھ ہی فتویٰ کو نکالنے سے تعبیر کرنا صریح خطا ہے مجتہد کے اجتہاد میں خطا بھی ہو  
سکتی ہے اب کا مستحق ہو گا۔

باقی تفسیر مذاہب اس کے خلاف ہیں ان کو بیماری سے تعبیر کرنا ایک جرم اور ان کی طرف سے سچ کو منسوب کرنا جو ان کا مسلک ہی نہیں دوسرا جرم ہے بلکہ صریح کذب بیانی کے احوال کا طعن کچھ میں اہل لیا گیا میں نے پہلے معتبر کتب کے حوالہ سے ثابت کر دیا ہے کہ تین مذاہب یعنی شافعی، حنبلی، حنفی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر کلمہ پڑھنے سے کچھ نہیں۔

افانست یہ رسماً حسب  
 ارشاد نبوی ﷺ سر آنکھوں پر جو ہماری ہی دلیل ہے۔

معتز حنین اقامت کے شروع میں کمرے بندے پر دلیل قائم فرماتے ہیں حضور  
 اگر ﷺ نے فرمایا ہے مارا ہوا مسلمان حسد فہم عند اللہ حسن یعنی جس عمل کو مسلمان اچھا  
 سمجھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے۔

### محاسبہ :

معتز حنین نے نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی کو نقل تو کر دیا لیکن مطلب سمجھنے کا  
 فقدان رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل سنت و جماعت کے علماء و عوام اقامت  
 بیخود کر سننے پر عمل کر رہے ہیں مستحب سمجھتے ہیں اچھا سمجھ کر ہی فعل کر رہے ہیں لہذا اہل  
 مصلحتی ﷺ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو بھی یہی پسند ہے۔

اگر معتز حنین کے نزدیک صرف وہابیہ مسلمان ہیں اور ان کے ساتھ قطع رکھنے والا آپ کے  
 علاوہ کا چھوٹا سا گروہ ہی فقط مسلمان ہیں تو یہ دلیل معتز حنین کے موقف کو ثابت کرے گی  
 اور اگر کثیر علماء اہل سنت اور عوام کو وہ مسلمان سمجھتے ہیں تو یہ دلیل ان کے موقف کے خلاف  
 ہے معتز حنین نے جا بجا اسی طرح قصہ کریں کھائی ہیں یا غلط اصطلاحوں کا استعمال کیا یا ایسی  
 دلیلیں قائم کیں جو ان کے مدعی کو رد کرنے کے لئے کافی ہیں۔

### لوگ اسلام کے تابع ہیں اسلام لوگوں کے تابع نہیں:

اگر یہ نقطہ معتز حنین کو سمجھ آ جائے کہ اسلام لوگوں کے تابع نہیں بلکہ لوگ اسلام کے  
 تابع ہیں تو معتز حنین کی ساری پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں معتز حنین کو ایسی عیا پریشانیاں لاحق  
 ہیں جیسے وہابیہ کو خدا کی فکر رہتی ہے انبیاء کرام کی شان جان کر یہ اولیاء کرام کے  
 کمالات بیان کریں تو ان کو خدا کی فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ شرک ہو گیا ہو یا نبی کریم ﷺ کا علم  
 فیہ صحتی اور صحیحہ ، انہیں پھر بھی شرک ہو گیا لیکن ان سے یہود و نصاریٰ کا علم و عقلی نہیں ہے۔

## اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے

نہیں اس لئے ہمیں لکھ نہیں ہوتی کیونکہ ہمارا بقدوس بہت بلند و بالا شان کا مالک ہے  
معرضین کو نماز کی فکر ہے اور لوگوں کے مطابق اسلام کو ڈھالنا چاہتے ہیں یعنی  
دنک جو چاہیں اسی کے مطابق اسلام کو بھی پھیرتے چلے جائیں معترضین کی پریشانی کی چند  
مشائخ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) بیان آئوٹہ الصغریٰ (صفوں کو سیدھا کرنا) بوقت اقامت بیٹھنا سنت نہیں  
وہاں مسئلوں میں سے۔  
”ہاں سنتوں میں سے“

معرضین کے اس علمی نقطہ اور عجیب منطق سے بھی علماء دنک رہ جائیں گے یہ علم  
نہیں بلکہ جہالت ہے عقل نہیں بلکہ حماقت ہے۔

”علیکم سنتی وسنة الخلفاء الراشدين المہدیین“

حدیث مصطفیٰ ﷺ پر اہل علم غور کریں گے تو انشاء اللہ یہ سمجھنا مشکل نہیں رہے گا  
معرضین نے کیا کہا ہے اور کہاں تک پہنچا ہے معترضین کے بیان کی اصل پریشانی یہ ہے کہ  
اقامت بیٹھ کر سننے کی وجہ سے محض درست نہیں ہو سکتیں اس لئے لوگوں کی غلطی درست  
کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسلام کو لوگوں کی منشاء کے مطابق کر دیا جائے تو اسی میں  
آسانی ہے۔

**اعتراض:** صفوں کے درمیان کی کشادگی کے بند کرنے کی ضرورت ہے اس لئے  
کہ۔۔۔ جو کہ اقامت مٹی جائے۔

**جواب:** اس بیان کی وجہ بھی معترض کی ایک اور پریشانی ہے کہ اقامت بیٹھ کر  
سننے میں صفوں کے درمیان کشادگی کو بند کرنے میں خلل آتا ہے ان دونوں مسئلوں کو  
معرض نے اس طرح احادیث سے ثابت کیا کہ محض سیدھے کرنے اور ان کے درمیان  
کشادگی کو بند کرنے کے متعلق احادیث موجود ہیں گویا کہ معترض کے نزدیک بیکراہم علماء  
کہ وہاں مسائل سے باہر ہیں۔

## اعتراض :

ثناء پڑھنے کی اہمیت بہت واضح ہے کتب حدیث سے کتب قرآن  
امام نے قرات جبراً شروع کر دی تو اب مقتدی ثناء نہیں پڑھ سکتا چلنے کی صورت میں عقل  
آنے کا ظن غالب ہے۔

## جواب :

ثناء پڑھنے کی اہمیت کو تمام اہل علم تسلیم کرتے ہیں مصلوں کو  
سیدھا کرنا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کسی نے اہل کا انکار کیا ؟ مصلوں کے درمیان  
کشادگی بند کرنے کو کون نہیں مانتا ؟ جب کہ یہ احادیث طبر سے ثابت ہے جب ان تینوں  
مسئلوں میں اہل علم کا اتفاق ہے تو وجہ فرق کیا ہے ؟ بعض حضرات اقامت بیٹہ کرنا  
مستحب قرار دیتے ہیں اور کچھ حضرات اقامت کھڑے ہو کر سننے پر اور اسے دے رہے ہیں۔  
اصل وجہ فرق وہی ہے جس کو میں نے عنوان میں ذکر کر دیا ہے جن حضرات کے  
نزدیک لوگ اسلام کے تابع ہیں وہ کہتے ہیں کہ لوگ بوقت ابتداء اقامت مصلوں کو درست  
کر کے بیٹہ جائیں مصلوں کے درمیان کشادگی کو بند کر لیں جب مگر حسی علی  
الصلوۃ یا حی علی السلام پر پہنچے کھڑے ہو جائیں نیت کر لیں امام کی تکبیر تحریر کے  
ساتھ ساتھ تکبیر تحریر کہہ لیں امام کے ثناء پڑھنے تک یہ بھی ثناء پڑھ لیں، جب امام جہر  
قرات شروع کرے اس وقت خاموش ہو کر قرات سنیں تمام مصلوں پر بخوبی احسن و اکمل  
طور پر عمل ہو جائے گا کسی میں کوئی غلطی نہیں آئے گا، ان حضرات کو کسی غلطی کی کوئی پریشانی  
نہیں کیوں ان کے نزدیک اسلام مقدم ہے لوگوں کی خواہشات پیچھے ہیں لوگ اسلام کے  
تابع ہیں اسلام لوگوں کے تابع نہیں۔

اور جن حضرات کے نزدیک لوگ اسلام کے تابع نہیں بلکہ اسلام لوگوں کے تابع  
ہے انہیں یہ تمام قسم کے فکرات حق ہیں پڑھنے سے سر جھکا دیا ہے، ہر وقت اس سوچ میں  
ہیں لوگ کیسے، انہی میں سے اسلام کے احکام کیسے تو لیں کریں زہر کو پیلی جی کا کر  
لوگوں کو کیسے نکال دیں یہ حقیقت مبالغہ آراء نہیں اگر ہم دینی نہیں کسی کو سمجھنا امام تمام



مستحضر نہیں ضمن و تفسیر کا نشانہ بنانا مطلوب نہیں ہاں کسی کو اپنی عبارات اس پر دلالت کر رہی ہوں تو اس میں ہمارا قصور نہیں آئیے ان الفاظ کو دیکھئے جو بتا رہے ہیں کہ اسلام کو لوگوں کے تابع بنانے کی فکر ہے۔

(۱) موجودہ دور کے بعض علماء شروع اقامت میں قیام کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ حالانکہ قیام پر تعامل ہے یعنی لوگوں کا عمل کھڑے ہو کر اقامت سنتا ہے اس لئے لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے اس عمل کو جاری رکھا جائے بیٹھ کر اقامت سننے کو مستحب نہ قرار دیا جائے معاذ اللہ ارشاد نبوی ﷺ کو پس پشت ڈال دیا جائے، لیکن لوگوں کا خیال رکھا جائے ایسے ہی احمق لوگوں نے دین برباد کر دیا کوئی لوگوں کو خوش کرنے کی فکر میں ہیں کوئی حکام کو خوش کر کے پیسے بطور روپے ہیں۔

(۲) حسی علی الدلاح سے قبل کھڑا ہونے کو مکروہ کہنا یا خلاف سنت یا خلاف اولیٰ کہنا جب کہ سلف کی اتباع (وہ کون سے سلف سنت کے تارک تھے یہ معترض ہی جانتے ہیں) کے علاوہ سنن (مصفوں کے سیدھے کرنے اور صفوں کے مابین کشادگی کو بند کرنے اور امام کے قرات شروع کرنے سے قبل ثناء پڑھنے) کی ادائیگی اس قیام سے بائسن و مجرہ ہوتی ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے خلاف ہے۔

(۳) معترض جا بجا مشائخ اور مذہب ابی حنیفہ کا استعمال کر کے لوگوں کو الو بنا رہے ہیں ورنہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ لوگ اسلام کے تابع ہوں تو تمام سنتوں اور مستحبات پر عمل اچھی طرح ہو سکتا ہے ویسے معترضین کے تمام اقوال تضاد بیانی کا شکار ہیں کہیں کہتے ہیں متون شروع سے مقدم ہیں جب کہ متون میں انتخاب کا ذکر ہے پھر خود ہی کہتے ہیں خلاف اولیٰ نہیں کہا جاسکتا سبحان اللہ کیسی علیست کیسی عقل و دانش بزم خویش علیست کے جو اہر پیش کر رہے ہیں وہ حقیقت و تلبے چھروں سے مذاکرہ کوئی حقیقت نہیں۔

ماہمیں حضرات کو محذرت پیش کرتے ہیں کہ بعض مصالح (مصفوں کو سیدھا کرنے

اور صفوں کے درمیان کشادگی کو بند کرنے اور امام قرات شروع کرنے سے قبل شمار چھٹے کے علاوہ ہم اپنے پیشواؤں کے اپناتے ہوئے طریقہ (شروع اقامت میں کھڑے ہونے) کو اپناتے ہیں کہ ان کا طریقہ ہمارے لئے مستحب ہے۔

معتزین کی اس عبارت میں اسلام کو لوگوں کو تابع بنانے کے علاوہ ہر اگلا کیا ہے پہلے بھی میں نے کئی مقامات پر معتزین کی عبارات کو مختصر کر کے پیش کیا تاکہ مشائخ سے لوگوں کو دور کرنے کی آپ کی چال کامیاب نہ ہو اور اس کا مصداق نہ بنے۔

وَأَذْهَبَ اللَّهُ طَائِفَةً مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أَتَوْا بِالَّذِي قَرَأَ عَلَى الْمَلِكِ  
أَتَوْا وَبِهِ الشَّهَادَةُ وَكُفُّوا أَسْوَءَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

اہل کتاب کا ایک گروہ بولا وہ جو ایمان والوں پر اتر آج کو اس پر ایمان لاؤ اور  
شام کو منکر ہو جاؤ شاید وہ پھر جائیں۔

(۴) مانعین کے قول پر اگر تمام نمازی بیٹھیں اور فلاح کے وقت قیام کریں

اور قد قامت الصلوة کے وقت جماعت کھڑی ہو تو صفیں سیدھی کرنے اور کشادگی بند کرنے اور قرات کے شروع ہونے سے قبل شمار چھٹے میں خلل آنے کا وبالہ صوم و عرس اور دیگر تقریبات کے مواقع پر تمام نمازیوں کے بیٹھے رہنے کی صورت میں مذکورہ سنن کی ادائیگی میں کافی حضرات سے خلل ہونا یقینی ہے۔

یہ کلام بھی مفروضہ پر مبنی ہے اسلام کو لوگوں کے تابع بنانے کی ایک ناکام کوشش ہے ورنہ دیکھا یہ کیا ہے جتنا جھوم زیادہ ہوتا ہے اتنی صفوں کو جلدی عمل کیا جاتا ہے کیونکہ لوگ جگہ حاصل کرنے کے لئے صفوں کے درمیان کشادگی کو مکمل کر لیتے ہیں حج سے بعد کہ کس تقریب میں لوگ زیادہ ہوتے ہیں حالانکہ حج میں دیکھا گیا ہے کہ وقت سے پہلے تمام صفیں مکمل ہوتی ہیں کہیں درمیان میں جگہ خالی نظر نہیں آتی ایسا بھی نہیں دیکھا گیا کہ لوگ کھڑے ہو کر صفوں کو جب درست کرتے ہوں تو پیچھے والے کسی آدمی کو آگے جگہ مل جاتے۔

## سعی اتحاد یا افتراق:

- (۱) حضور اکرم ﷺ کو اتفاق امت نہایت ہی پسند اور مطلوب و مرغوب ہے اور تجاوز عن الحق اور انتشار فساد نہایت ہی ناپسند ہے۔
- (۲) سنی بریلوی حضرات میں اقامت کے وقت معبود طریقہ یہ ہے کہ امام صاحب جمع مقتدی بوقت اقامت بیٹھ جاتے ہیں۔

ایک عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ معترض اتحاد کے بہت بڑے داعی ہیں دوسری عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص وہابیوں کا بہت بڑا ایجنٹ ہے نہایت کے لباس میں اہل سنت و جماعت کے اتحاد کو افتراق سے بدلنے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے اپنی زبان سے اقرار کر رہا ہے کہ سنی بریلوی لوگ اقامت بیٹھ کر سنتے ہیں، لہذا خود معلوم ہو گیا کہ یہ شخص نہایت کے لباس میں وہابی ہے۔

دیکھئے کتنی کذب بیانی:

**معارض:** علامہ شامی، علامہ طحطاوی، علامہ یوسف بن کادوری اور علامہ امجد علی کے قول پر حضور اکرم ﷺ کا فرمان مقدم ہے۔

**جواب:** نبی کریم ﷺ کا فرمان یقیناً مقدم ہے لیکن معترضین حضرات ذرا ایک حدیث پاک تو نکال کر دیکھا دیں جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہوا اقامت کھڑے ہو کر سنا کرو پھر ان کا یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان مقدم ساری دنیا کو شاکر و مدحگر اپنی کذب بیانیوں کا قائل نہیں کیا جاسکتا۔

معترضین کے عجیب اقوال:

**اعتراض:** (۱) مسئلہ کے لئے جب فتاویٰ کی کتب ہی سے فتویٰ کافی ہے تو پھر سوال فقہ کے لئے کیا فائدہ؟

**جواب :**

فتاویٰ مرتب کرنے والے فقہاء کرام معترضین کی طرح اصحابِ حال اور تعامل الناس کی اصطلاحوں کو سمجھنے سے قاصر نہیں تھے وہ اصول فقہ کے ماہر تھے ان کا علم فتاویٰ نور یہ اور اردو شرح نور الایضاح تک محدود نہیں تھا بلکہ وہ علم کے دریا فتاویٰ کے بادشاہ تھے لیکن معترض صاحب کو علم کی ہوائی نہیں لگی کہ باطن کو عین نکات کیا سمجھا نہیں۔

**بغیر تبصرہ کے عجیب ارشاد :**

(۲) بندہ عرض کرتا ہے جو مسجد میں آیا تو کہیں آیا بیٹھنے کے لئے آیا نہیں بلکہ نماز کے لئے آیا جس کی ابتداء قیام سے ہے تو گویا کہ قیام کے لئے آیا پھر کہیں بیٹھے کاش کہ فاضل بریلوی کا بتایا ہوا از معترضین حضرات کو سمجھ آتا :

معترض صاحب نے ایک عنوان مرتب فرمایا منوں کے درمیان کشادگی کے بند کرنے کی ضرورت اس عنوان کے تحت کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں بوقتِ اقامت بیٹھنے کا حکم نہیں ہاں بعض حضرات نے بیٹھنے میں جو ان کے نزدیک واجب و بتایا کہ بیٹھنے میں مکہ کے قول کی مطابقت ہے کہ جب مؤذن فی علی الفلاح (آؤ مراد پائے کو) کہتا تو جماعت کھڑی ہوگئی (بیٹھے ہوئے لوگ کھڑے ہو گئے) جب مؤذن نے قہ قامت الصلوٰۃ (جماعت کھڑی ہوگئی) کہا تو نماز شروع ہوگئی۔

**وضاحت نمبر ۱ :** یہ مطابقت اس وقت ہوگئی کہ بیٹھے ہوئے حضرات بوقت

حسی علی الفلاح کھڑے ہوں اور بوقت قہ قامت الصلوٰۃ نماز یا جماعت شروع ہو جائے۔

**وضاحت نمبر ۲ :** یہ از فاضل بریلوی رمت اللہ علیہ لے بتایا۔

**جواب :** معترضین کو اگر فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا مان لیا جاتا تو

آپ کی ساری پریشانیاں دور ہو جاتیں لیکن منوں کو دست کیسے کریں گے ایت کہتے کریں



اقامت پینچ کر منہ مستقیم ہے

نماز کیسے پڑھیں گے ان سب پر عمل ہو سکتا ہے جب وہ محی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہو جائیں اور اقامت شروع ہوتے ہوتے صفوں کو درست کر لیں اب امام قد قدامت الصلوٰۃ پر تکبیر تحریر کیا بھی لے ان سب پر عمل پیر بھی ہو سکتا ہے۔

وایسے یہ بھی خیال رہے کہ ایک مرتبہ علمبر کی نماز معترض حضرت صاحب کی اقتداء میں پڑھنے کا موقع نصیب ہوا لیکن انہوں نے اقامت کو ختم ہونے کے بعد ہی تکبیر تحریر کی لیکن اپنے اعتراضات میں قد قامت الصلوٰۃ پر امام کو نماز شروع کرنے پر زور دیتے ہیں یہ بھی خیال رہے کہ اقامت کے ختم ہونے کے بعد امام کا تکبیر تحریر کہنا بھی فقہاء کرام کا معتبر قول ہے۔

”وشروع الإمام مد قبل قد قامت الصلوة وكذا القوم لان الافضل  
لمذهب ابي حنيفة مقارنة لهم ولو اخر حتى اتمها لا بأس به  
احصاءا وهو المذهب ولحق القهستاني انه الاصح لانه فيه محافظة  
على فضيلة المؤذن واعانة على الشروع مع الامام“

جب قدامت الصلوٰۃ کہا جائے تو امام اور مقتدی نماز شروع کر لیں امام  
اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ افضل ہے تاکہ مکمل جب کہے قدامت  
الصلوٰۃ (نماز قائم ہوگی) تو اس کے قول سے ان کا فعل مقدار ان ہو  
جائے لیکن اگر طر کر لیں یعنی اقامت کے ختم ہونے کے بعد تکبیر تحریر کہیں تو  
کوئی حرج نہیں اس پر اتفاق ہے اور یہ مذہب زیادہ بہتر ہے کہستانی میں ہے  
کہ بیٹھ بیٹھ بھی ہے کیونکہ اس میں مکمل کی متابعت کی وجہ سے فضیلت پائی  
جاتی ہے اور مکمل کے امام کے ساتھ شروع کرنے میں اس کی معاونت بھی پائی  
جاتی ہے۔

۱۰۰ کو مضبوط بنانی

قال محمد بن يحيى للقوم اذا قال المؤمن عني الفلاح ان يقوموا  
الى الصلوة اليهم واسموا الصلوة ويجازوا بين الصاكب فاذا

## اقامت دین کرنا مستحب ہے

قام المودن الصلوة کبر الامام وهو قول ابن حنبلہ رحمۃ اللہ علیہ -  
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب مکرم جس علی التلایع کے  
قوم کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے پھر بغیر کسی تاخیر وہ مکمل یا نہیں ہو سکیں تو  
سیدھا کریں یہاں تک کہ مجھ سے کدھا ملائیں اور جب مکرم اقامت کو اتم  
کر لے امام تکبیر (تحریر) بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ)

خیال رہے کہ "فاذا اقام" کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک مطلب  
مکملی نے "فالتراع منه" تحریر کیا ہے جس کا مطلب وہی ہے جو ترجمہ میں تحریر کیا جا  
چکا ہے کہ مکرم جب اقامت سے فارغ ہو تو امام تکبیر تحریر کے یہاں اگر کھڑا جائے کہ  
اقامت ختم ہونے کے بعد تکبیر کہنے پر تعامل الناس ہے تو یہ کہنا درست ہے کیونکہ اس  
تعامل پر دلیل موجود ہے جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔

معترضین کو تو یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ انہیں تو لوگوں کے تعامل کے مطابق  
فتویٰ دیئے کی ضرورت ہوتی ہے خواہ اس پر دلیل بھی نہ ہو اور جس تعامل پر دلیل بھی پائی  
جائے اسے تسلیم کرنا تو ان کے لئے لازم ہو جائے گا ہاں البتہ یہ کہہ دینا کہ دلیل والے  
تعامل کو فقہا کرام بھی مانتے ہیں تو میں کیوں مانوں تو یہ کہنے میں وہ حق سیلاب ہیں کیونکہ  
ان کے نزدیک شامی و طحاوی جیسے جلیل القدر فقہاء کی وقعت تو کچھ نفس البتہ ان کو فتاویٰ  
نوریہ میں مل جائے تو مان لیں گے میرے لئے مقام ادب نہ ہوتا تو میں فتاویٰ نوریہ کے کئی  
فتاویٰ کو اپنے ان اوراق میں ذکر کرتا جن سے معترضین کو اتفاق ہو تو پھر بھی ان کو ماننے کی  
جرات نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ کیسے چاہتے ہیں کہ ان کو وہ بارعالیہ سے کمال دیا جائے جاوے  
سوں سے یہ کہاں ممکن کہ وہ حق بات لگیں۔

ما لکھتے ی شامی و طحاوی معترضین فتاویٰ نوریہ اور و شرح نور الایمان معترضین  
معترضین کے نزدیک ان فتاویٰ کی عبادات مستحب نہیں کیونکہ انہوں نے علی دلیل

کے مسئلہ کر لیا ہے گویا یہ اصول خدا کے ضوابط سے بہرہ ور ہے۔

مفسر حسین نے ضابطہ مقرر فرمایا کہ ان فتاویٰ سے مقدم حضور ﷺ کا فرمان ہے معاذ اللہ یہ حضور ﷺ کے فرمان کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ طحاوی نے کمرے ہو کر اقامت سننے کو تحریر کیا اس نے حضور ﷺ کے فرمان کی مخالفت کی۔

طحاوی نے لکھا ہے کہ اقامت کمرے ہو کر سنا مکروہ ہے "وَالنَّاسُ عَنْهُ عَافُونَ" لیکن لوگ اس سے داخل ہیں مفسر حسین کہتے ہیں کہ "وَالنَّاسُ عَنْهُ عَافُونَ" بڑھ کر لوگ علم کی ذہن بجاتے ہیں۔

مقابل تھا کہ مفسر حسین اپنے موقف کو کسی نص قطعی سے ثابت کریں گے کیونکہ بہت بلند دہائی تھا جو شخص دوسروں کے متعلق کہے وہ علم کی ذہن بجاتے ہیں تو درحقیقت اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے سب جاہل ہیں میں عالم ہوں اور صرف فقہی کتب کی عبارات کو چیل کرتے ہیں لیکن میں اصول قطعی سے اپنا موقف ثابت کرتا ہوں نہیں تو کہہ دو تم اپنے اس دعویٰ پر کہ توحید المسجد ضابطہ بیٹھ کر سننے سے زیادہ اہم ہیں اور فرض اس کے قائم مقام ہیں اور توحید المسجد کے علم سے کوئی مستغنی نہیں ہے حدیث ضعیف بھی پیش کر آئیے اگر حدیث پاک پیش کرنے سے قاصر تھے تو شاہی طحاوی سے بڑھ کر کسی فتاویٰ کی عبارت بطور سند پیش کرتے تو کسی حد تک تسلیم کیا جاتا کہ باقی علماء و فقہاء مقام اپنی جہالت سے بے خبر ہیں اور طحاوی جیسے معاد اللہ جاہل کی عبارت کو دیکھ کر اپنی طبیعت کی ذہن بجاتے ہیں۔

اگرچہ اندیشہ اگر کوئی دلیل پیش کرے کہ تو صرف فتاویٰ خودیہ اور حدود شرع تو رہا ہے تو اس کے مانع کو ہمارا دھمکے کہہ سکتے ہیں لیکن حقیقت کی طرح ہی حقیقت نہیں۔ شاہی طحاوی کے خیال میں فی حقیقت کیا ہے علم وہ اس صاحب نظر و بصیرت پر عمل نہیں۔

## فقہ کرا اور فقہ کون ہے؟

”الفقه هو العلم الحاصل بحملته من الاحكام الشرعية المفروعة بالنظر والاستدلال“

فقہ و علم ہے جو نظر و استدلال کے ذریعے تمام احکام شرعیہ فریہ حاصل ہوں۔

(مقدمہ ص ۱۱۱)

”ولم يطق الفقيه الا على المستبطن فهو بشر بشرط له ملكة الاستنباط الصحيح وهو ان يكون مقرونا بشرائط“

فقہ وہ ہوگا جسے تمام احکام شرعیہ فریہ کے استنباط صحیح کا ملکہ حاصل ہو اور استنباط صحیح کی تمام شرائط پائی جائیں یعنی مجتہد ہو اور اجتہاد کی شرائط اس میں پائی گئی ہوں۔

(الترغیب ص ۱۱۱)

”وشرط الاجتهاد ان يحوز علم الكتاب بمعانيه المعنوية والشرعية ووجوهه التي قلنا من الخاص والعام والامر والنهي وسائر الاسلام السابقة وعلم السنة بطرفها المذكورة وان يعرف وجوه القياس بطرفها وشرائطها“

اجتہاد کی شرائط یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے معنی لغویہ اور شرعیہ پر انسان مہارتی ہو اور اصول فقہ کے تمام مضامین یعنی خاص اور عام ہوں، وفاق ائمہ اربعہ و اصول اور امر اور نہی وغیرہ کو جانتا ہو اور قیاس کے تمام طریقوں اور شرائط کو جانتا ہو۔

(الترغیب ص ۱۱۱)

ان معانی کا اعتبار کرتے ہوئے ہم اپنے لئے وہ میں ملے گا، کو فقہ یا فقہاء اعظم یا فقہاء اصغر کے الفاظ سے جانا تو لگتے ہیں فلاں صاحب، لیکن یہ وہ مسائل ہائے فقہ ہیں جن کو فقہاء نے وہ دے دیے ہیں یہ نہیں کہ وہ بھول نہیں گئے ان سے عقل نہیں، لیکن اس فطری بہت ہر کیا گیا ہے اس میں دینی فقہاء کو فقہ کا حق و طور پر فقہی سے حق کیا گیا ہے یہ کہیں نہیں کہ یہ کیا جائے پہلے فقہاء نے تو لکھ لکھا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے



عالم کرام سے سہوا ہے فتویٰ میں غلطی ہوئی ہے وہ کون سی وہی مفسرین پر نازل ہوئی جس کی وجہ سے جلیل القدر فقہاء کرام کی عبارات کو صرف میں نہ مانوں کے ضابطہ پر چشم زدن میں روک دیا گیا لیکن فتاویٰ نور یہ کو صحیفہ آسانی سمجھ لیا گیا ہے۔

ذیل رہے کہ خود مولانا نور اللہ بصیری پور رحمۃ اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ میں انیس سو فتاویٰ تظلمات ہیں اور اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ علامہ شاہی رحمہ اللہ پر اعتراض کرتے ہیں اگر حضرت بصیری پور رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر کوئی شخص علمی اعتراض کرے تو اسے گستاخ نہ سمجھ لیا جائے مریدین سے زیادہ راقم حضرت کا معتقد ہے۔ فتاویٰ نور یہ کے فتویٰ کی دادر دادرہ چیزوں پر بے ایک یہ کہ آنے والا شخص اقامت کھڑے ہو کر سننے تاکہ اسے تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائے دوسری یہ کہ بیٹھنے سے پہلے کوئی نماز بھی پڑھی جائے وہ تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہے تیسری چیز جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ باہر سے آنے والے کا اقامت کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے یہ قول علامہ کا دعویٰ کا ہے باقی سب ناقل ہیں جنہوں نے نقل میں غلطی کی ہے کہ بلا دلیل عبارت اسی طرح نقل کر دی۔

ال فتویٰ کا جائزہ لینے کے لئے چند چیزوں کی طرف توجہ فرمائیں تاکہ یہ سمجھ آجائے کہ فتویٰ میں سہوا ہے فقہاء کرام کا قول درست ہے۔

تحیۃ المسجد ادا کرنا مستحب ہے ترک مکروہ نہیں:

”وہی ایسی غصافۃ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا دخل احدکم المسجد فليركع ركعتين قبل ان يجلس“

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک تم میں سے مسجد میں داخل ہوتے بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابن کثیر، حاکم، ابوداؤد، بیہقی، معجم، مشکوٰۃ، ص ۱۰۰)

اس حدیث کی شرح میں ملاحظہ فرمائیے کہ "امیرا مستحب لا  
 حسب" استنباطی امر ہے جو بی نہیں لیکن اقامت کے مسئلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ  
 حضرت عروہ کھڑے ہو کر سنا مکروہ سمجھتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ  
 داخیج ہوا کہ اقامت میں بیٹھ کر سننے کو مکروہ سمجھنا سب سے پہلے عامر کا اور نبی کا قول ہیں  
 اور حجۃ المسجرات اور کنا مکروہ نہیں۔ اس لئے باہر سے آنے والے کے لئے مسرت یہ ہے  
 ہی کہ وہ اقامت میں بیٹھ کر سننے کو مکروہ سمجھ کر نہ آئے۔ کیونکہ اگر حجۃ المسجرات مکروہ نہیں ہے تو  
 جلوس اقامت مکروہ ہے۔

حجۃ المسجرات میں مستحبی موجود ہیں

"ثم الظاهر من الحديث اختصاص لديها بمراد الجمل من و يحصل  
 التفيد بالجلوس جري على الغالب ومن دخله وقت كراهة الصلوة  
 او وهو محدث قال اربع مرات سبحان الله والحمد لله ولا اله الا  
 الله اكبر و زاد بعضهم ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم قد  
 روى عن بعض السلف ان ذالك يعدل و كعتن لى الفضل"

پھر ظاہر حدیث سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص جیسے کا ارادہ کرتا ہے حجۃ المسجرات  
 استنباط اس کے ساتھ خاص ہے۔ بیٹھنے کی قید کا تعلق اکثرہ غالب سے ہے اور  
 یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا تعلق غالب و اکثر سے ہو کیونکہ بعض مسجد میں داخل  
 ہو اور بے وضو ہو یا مکروہ وقت میں داخل ہو اس کے لئے حجۃ المسجرات  
 مستحب نہیں بلکہ منع ہے یا البتہ بے وضو یا مکروہ وقت میں مسجد میں آنے پر  
 "سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والحمد لله اكبر" پڑھ  
 لے بعض حضرات نے کہا مکمل پڑھ لے یعنی لا حول ولا قوة الا  
 بالله العلي العظيم بھی پڑھ لے۔ بعض مفسرین نے کہا اس  
 کے پڑھنے سے دو رکعت حجۃ المسجرات کا ثواب مل جائے گا۔

وہوینہ ما أصبح عن جملہ من ركب الامام الكبير النعماني انه قال اذا  
دخلت المسجد فبصل فيه فان لم تفعل فاذكر الله فكلارك فله  
صلت

روایت کا ثواب اللہ کے ذکر سے بھی حاصل ہوتا اس کی تائید اس روایت  
سے بھی ملتی ہے۔ حضرت جابر بن زید تابعی جو بہت بڑے امام ہیں وہ بیان  
آپ کرتے ہیں اب تم مسجد میں داخل ہو تو نماز پڑھو اگر نماز (تحیۃ المسجد) نہ پڑھو  
تو اللہ کا ذکر کرو تمہیں تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائے گا۔

(مرقاۃ)

طواف کے ارادہ سے مسجد حرام میں داخل ہونے والا طواف سے ابتداء کرے:

"ومن دخل المسجد الحرام و اراد الطواف فليدا به والا فليصل  
حلالا لمن وهم حلال ذالك من قولهم تحية المسجد الحرام  
طوافه"

جو شخص طواف کے ارادہ سے مسجد حرام میں داخل ہو وہ طواف سے ابتداء  
کے۔ ہاں اگر طواف کرنے کا ارادہ نہ ہو تو تحیۃ المسجد ادا کرے۔ بعض  
عقبات نے مطلقاً تحیۃ المسجد الحرام طواف ہی بیان کیا ہے البتہ ملا علی قاری  
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ صورتیں ہیں جو ذکر کر دی گئیں۔

(مرقاۃ)

بیمید جانے سے تحیۃ المسجد فوت نہیں ہوتی!

"ثم ظاهر الحديث الطائفت بالجلوس لكن وروى ابن حبان عن  
اسي بن و صححه قال دخلت المسجد فاذا رسول الله ﷺ جالس  
وحده فجلست اليه فقال يا اباذر ان للمسجد تحية وان تحيته  
ان تكلم بسم الله فانه كقولها فقلت لم كقولها"

اگر یہ نماز رکعت سے پہلے پڑھا جائے کہ اللہ کے نام سے پڑھا جائے  
لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی

روایت کرتے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ اکیلے ہی تشریف فرما تھے میں گئی آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ذر مسجد کے لئے قیامت ہے اور بیشک دو تحیہ (المسجد) دو رکعتیں ہیں اس لئے اٹھو دو رکعتیں اور کرو۔ آپ کہتے ہیں میں کھڑا ہوا اور دو رکعتیں ادا کیں۔

## نتیجہ واضح ہوا :

تحیہ المسجد مستحب ہے ترک کی وجہ سے کراہت لازم نہیں۔ کسی صحابی تابعی القیہ سے ترک پر کراہت کا کوئی قول ثابت نہیں:

بے وضو مسجد میں داخل ہو تو وہ تحیہ المسجد ادا نہ کرے۔

مکروہ وقت میں مسجد میں داخل ہونے والے شخص کو تحیہ المسجد ادا کرنا مکروہ ہے۔

طواف کے ارادہ سے مسجد حرام میں داخل ہونے والا شخص تحیہ المسجد کے بجائے طواف سے ابتداء کرے۔

تحیہ المسجد نہ ادا کر سکتا ہے تیسرا کلمہ پڑھ لے تحیہ المسجد کا ثواب مل جائے گا۔

حضرت جابر بن زید تابعی کی روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا اگر کسی طرح بھی کرے تحیہ المسجد کا ثواب مل جائے گا۔

بیٹھ جائے گا بعد بھی تحیہ المسجد ادا کرنے کا حکم جی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اب تم بیٹھ چکے ہو لہذا تحیہ المسجد فوت ہو گئی اب بیٹھ ہی رہو بلکہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

بیٹھنے کے بعد ادا ہونے والی دو رکعت تحیہ المسجد ہی تھیں۔ قضا نہیں کیونکہ ادا کی قضا نہیں۔



## اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے

یہی کریم ﷺ نے بیٹھنے کے بعد دو رکعت ادا کرنے کو تحیۃ المسجد ہی کہا اور مطلق  
ظنوں کا نام نہیں دیا۔

کسی صحابی تابعی فقیر نے تحیۃ المسجد ادا نہ کرنے کو مکروہ نہیں کہا بلکہ فقط ادا  
کرنے میں استحباب کا قول ہے۔

## بخلاف اس کے !

فقہاء کرام نے اقامت بیٹھ کر سننا مستحب بلکہ وجہیہ نے سنت کہا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا معمول اقامت بیٹھ کر سننا تھا "لہذا افضل صحابی سے  
سنت کا ثبوت ہے۔

حضرت عروہ بن حشام رضی اللہ عنہ نے اقامت کھڑے ہو کر سننے کو مکروہ قرار دیا۔

حنفی، شافعی، حنبلی مذاہب میں اقامت کی ابتداء میں کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

## اب کوئی مشکل نہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ فتاویٰ نواریہ کے فتویٰ میں صحو و خطا واقع ہے فقہاء کرام کا قول  
درست ہے۔

اصحاب کثرت فقہاء کرام کا یہ کہنا "والخاص عنہ عافلون" (لوگ اس  
سے غافل ہیں) اس کو العوام کا لانا عام کے فعل و قول سے تائید مل گئی۔

اقامت شروع ہو جانے کے بعد بھی آنے والا بیٹھ جائے کراہیت سے بچنے کے  
لئے صرف غصہ کا ذکر ہے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا اور اقامت بیٹھ کر سننے  
کا ثواب بھی مل جائے گا اور اقامت کھڑے ہو کر سننے کی کراہیت سے بھی بچ جائے گا۔

اگر بیٹھ گیا اور پھر کھڑے ہو کر فراموش کی اور ایٹگی میں تحیۃ المسجد کی نیت کر لی تو  
ثواب ملے گا تاہم نہیں ہوگا۔ تمام فقہاء کرام کے اقوال کو نہ کرنے کے بجائے

مؤلف فتاویٰ نور یہ کے سہم کا قول کیا جائے۔

اباوریث کی شروح کی لفظ تاویلات سے اعتبار کیا جائے مسئلہ کی حقیقت تو بفضلہ تعالیٰ روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اقامت بیڑ کرشنا مستحب ہے لہذا علماء کو چاہئے کہ دین کو عوام کے تابع بنانے کو اپنے علم کو کھود نہ بنائیں بلکہ عوام کو مسئلہ کی حقیقت پر عمل کرنے کے طریقہ کو واضح کریں تو قسام مشکلات خود بخود حل ہو جائیں گی۔

الفاظ سے نیت ادا ہو جائے گی صفیں سیدھی ہو جائیں گی کشادگی بند کرنے میں کوئی مشکل درپیش نہیں آئے گی امام کی قرات شروع کرنے سے پہلے شمار پڑھنا آسان ہوگا۔

ہاں اگر یہی خیال کیا جائے کہ لوگ جس طرح کریں مسائل اسی طرح بدلتے چلے جائیں پھر تو نماز کی معاذ اللہ چھٹی کرانی پڑے گی بعد کا خطبہ کی لوگ نہیں سنتے خطبہ کے اختتام کے قریب وارد ہوتے ہیں تو اس مشکل کا حل تلاش کرنے کے لئے معاذ اللہ خطبہ کو چھوڑنے کا حیلہ تلاش کرنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ اس قسم کی کوشش سے محفوظ رکھے جس کوشش میں تعامل الناس (لوگوں کا عمل) کو اقوال فقہاء کرام پر ترجیح دی جائے۔

اگر کوئی زمانے تو کسی انسان کی طاقت نہیں کہ اسے ماننے پر مجبور کرے۔

دب ذوالجلال سے بجا و اقبیٰ علیہ السلام سے دعا ہے کہ افراط و تفریط سے محفوظ رکھے عصر الامم مستقیم پر قائم و دائم رکھے اساتذہ کرام کی مخالفت سے محفوظ رکھے اساتذہ کرام کے ادب و احترام کو دل میں قائم رکھے منافقانہ انداز سے میرے مولیٰ مجھے بجا کر رکھنا اساتذہ کرام سے بے وفائی کرنے سے مجھے بچاتا۔

(امین تم آمین)

اس رسالہ کے آخر میں "سیف العطاء علی اعتناق من طمس  
 واعرض عن ما من المصطفى" سے مسئلہ اقامت پر مختصر نوٹ ہو دراصل مخفی مسئلہ  
 کے طور پر آگیا ہے شامل کیا جاتا ہے اصل میں یہ کتاب مسئلہ کفر میں ہے یعنی جس کا  
 سہو کفر کفر سیدہ یا غیر سیدہ کی شرعی حیثیت ہے اس میں اس مسئلہ کو جس تحقیق و تدقیق  
 سے بیان کیا گیا ہے اس میں مسئلہ کی حیثیت اہل علم پر کھڑ کر سامنے آگئی ہے سید الاولیاء  
 حضرت سید مرسل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی وضاحت بھی آگئی ہے اس مسئلہ پر لکھی گئی  
 چھوٹی چھوٹی کتابچیاں سیف عطاء کی ضرب سے کالعدم ہو گئیں۔

استاذ المفتین والمفتین جامع المحقول والمقول ملک القدر رئیس استاذ العلماء  
 والفضلاء استاذ المدرسین حضرت علامہ مولانا حافظ عطاء محمد المعروف بند یا لوی مسئلہ  
 اقامت کے متعلق فرماتے ہیں۔

اقامت کے دوران کھڑے ہونے کا مسئلہ اور خوشامدی مفتیوں کا کتمان حق:

**قارئین!** تمام احناف کا اس پر اتفاق ہے کہ جماعت کے وقت جب اقامت  
 کہی جائے تو اقامت سے پہلے تمام نمازی اور امام بیٹھ جائیں کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے اور  
 جب اقامت کہنے والی علی الصلوۃ پڑھے تو اس وقت نمازی اور امام کھڑے ہو جائیں صرف  
 اقامت کہنے والا کھڑے ہو کر اقامت پڑھے اور ان اقامت اگر کوئی نمازی نماز پڑھنے  
 مسجد میں داخل ہو اور تیمم علی الصلوۃ تک نہ پہنچا ہو تو اسے بیٹھ جانا چاہئے اس کے لئے بھی  
 کھڑے ہو کر اقامت سن کر مکروہ ہے۔ بالکل ملاحظہ ہوں۔

شرع و قلوب کے شہنشاہ ہیں

"و يقوم الامام والقوم عند حي على الصلوة"

عاشق شریعت و قلوب میں ہے

"و يقوم الامام الى من مواضعه الى الصف وقبلة الشارفة الى الله اذا دخل  
 المسجد بكرة له النظر الصلوة فانما بل يجلس في موضع ثم يقوم  
 عند حي على الصلوة"

خلاصہ عبادت یہ ہے کہ جب کوئی آدمی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو اسے کسی جگہ بیٹھ جانا چاہئے۔ کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے اسی طرح دوسرے نمازی اور امام بھی بیٹھ جائیں اور جب قیامی اہل بیت پڑھا جائے تو تمام اور سب نماز اپنی جگہوں سے اٹھ کر صف میں داخل ہو جائیں۔  
در مختار اور شامی میں ہے:

”دخول المسجد والمؤذن یقوم یفعل الی قیام الامام فی مصلاة  
وبکرہ له الانتظار قائما ولكن یفعل ثم یقوم اذا بلغ المؤذن صلی  
الفلاح ہندیہ (عالمگیری) عن المضمرات“

خلاصہ عبادت یہ ہے کہ کوئی آدمی مسجد میں داخل ہوا اور مؤذن اقامت یعنی تکبیر پڑھ رہا ہو تو وہ داخل ہو تو بیٹھ جائے اور اس وقت اٹھے جب امام اٹھے گا اس کے لئے پکڑ دے کہ کھڑا رہے اور امام نماز کا انتظار کرے بلکہ اس داخل ہونے والے کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ وہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن قیامی الفلاح تک پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو یہ تمام مسئلہ فقہی ہندیہ (عالمگیری) میں ہے اور اس نے مضمرات کتاب سے نقل کیا ہے بحوالہ اسی میں ہے  
”ولو اخذ المؤذن فی الاقامة ودخل رجل فی المسجد فانه یفعل  
الی ان یقوم الامام فی مصلاة“

خلاصہ عبادت یہ ہے کہ مؤذن نے اقامت پڑھنا شروع کی اور ایک مرد مسجد میں داخل ہوا تو اس نو وارد کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ وہ بیٹھ جائے اور اس وقت اٹھے جب امام اپنا جگہ پر کھڑا ہو اس سے معلوم ہوا کہ امام بھی دوران اقامت بیٹھا رہا ہے اور جب مسجد میں اقامت کے وقت داخل ہونے والے کے لئے بیٹھ جانے کا حکم ہے تو مقتدی پہلے سے مسجد میں داخل ہیں ان کے لئے تو اقامت کے دوران بیٹھنا بطریق اولیٰ ثابت ہو گا اور اسی میں امام کا اتباع بھی ہے مگر وہ بالاحتمار سے ثابت ہوا کہ اقامت کے وقت کھڑے رہنا مکروہ ہے اب مکروہ و اقسام ہے مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی دیکھنا یہ ہے کہ اقامت کے وقت کھڑا رہنا کون سا مکروہ ہے تو علامہ شامی نے فرمایا کہ جب ”مطلق حکم“ ہوا کر لیا جائے یعنی تحریمی کی قید



اور نہ تیزی کی تو اس سے مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے اور عبارات مذکورہ بالا میں جو کہا گیا ہے کہ اقامت کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے تو یہاں مطلق مکروہ کہا گیا ہے کوئی قید نہ کر نہیں کی گئی لہذا یہ کھڑا رہنا مکروہ تحریمی ہوگا جو حرام کے قریب ہوتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

”المكروه تحریمًا وهو ما كان الى المحرام اقرب ويسميہ امام محمد حرًا ظنیًا المكروه فی هذا الباب نوعان احدهما ما كرهه تحریمًا وهو المحتمل عند اطلاقهم كما فی زكوة فتح القدیر“

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ مکروہ تحریمی وہ ہے جو حرام کے بہت قریب ہے اور امام محمد مکروہ تحریمی کو حرام ظنی کہتے ہیں اور جب مطلق مکروہ کا ذکر ہو اور اس کے ساتھ تحریمی یا تیزی کی بھی قید نہ ہو تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے اور اس مسئلہ کو فتح القدیر نے کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کیا ہے۔

خلاصہ شرع حرامی میں ہے:

”وإذا أخذ المؤذن في الإقامة ودخل رجل المسجد فإنه يقعد ولا ينظر قائمًا فإنه مكروه كما في المضمرات ويفهم منه كراهته القيام ابتداء الإقامة والناس عنه غافلون“

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ مؤذن نے اقامت شروع کی اور اسی وقت ایک مرد مسجد میں داخل ہوا تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے کھڑا ہو کر نماز کا انتظار نہ کرے اس لئے کہ یہ مکروہ ہے اور یہ مضمرات میں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ابتداء اقامت میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں کہ ابتداء اقامت میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور کراہیت کا ارتکاب کرتے ہیں۔

(انہی)

سبحان اللہ! اصحاب کشف فقہاء کرام پر قربان جاؤں کیا خوب کہا لوگ اس سے غافل ہیں حقیقت یہی ہے کہ العوام کا لاناعام کا غافل ہونا باعث تہیب نہیں لیکن علم کی ذمہ داری کے لئے العلماء کا الجہلہ بھی اس سے غافل ہیں یہ کتنا ہی

## اقامت بندہ کرنا مستحب ہے

مقام تعجب ہے ہمنا فقہاء کرام کی کرامت کا بھی ظہور ہوتا ہے جو کہہ گئے وہی ہو رہا ہے۔  
 (عبد الرزاق بیہق الوکی)  
 بندہ نے مستند کتب فقہ سے ثابت کیا ہے کہ ابتداء اقامت کے وقت امام اور  
 مقتدیوں کا نماز کے لئے کھڑا ہونا اور جو مقتدی وہاں اقامت مسجد میں داخل ہوا اس کا  
 کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا وہیوں مکروہ ہیں اور امام مقتدی اس کرامت سے غافل ہیں  
 یہ کس قدر افسوس ناک امر واقعہ ہے کہ اکثر دیباہوں پر کرامت کا ارتکاب کیا جاتا ہے لیکن  
 چاہیوں اور خوشامدی مفتی و خطیب یہ اہم مسائل و دیباہوں پر بیان نہیں کرتے اور بے سرو پا  
 خلاف تحقیق باتوں کی تبلیغ کر کے عوام و سامعین کو گمراہ کرتے ہیں، فقہی معترض مسیحہ غرضی  
 کتب سے کوئی داخل پیش کرتے تو ان کا دعویٰ طہیت تسلیم ہوتا اور باقی لوگ صرف طہیت  
 کی ڈینگ مارنے والے جاہلوں کی صف میں چلے جاتے لیکن مخالف صاحب کی طہیت کا  
 راز افشاء ہو گیا پتہ چلا کہ ابھی استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ علی محمد بندہ یالوی رحمہ اللہ  
 علیہ کے سامنے مخالف صاحب لفظ لفظ کی جھڑپیں ہیں۔

(عبد الرزاق بیہق الوکی)

## بندہ یالوی رحمہ اللہ

حالانکہ مشائخ کے وہ بار و شہد و ہدایت کا مرکز ہوتے ہیں پھر علیہ یہ کہ جب  
 مشائخ کے مریدین کو یہ مسئلہ بتایا جاتا ہے تو وہ سن کر سر سے سے مسئلہ کا انکار کر دیتے ہیں کہ  
 یہ شریعت کا مسئلہ ہی نہیں اور بالکل یہ ہوتی ہے کہ ہمارے مشائخ کے دیباہوں میں اس پر  
 عمل نہیں ہے کتنی افسوس ناک بات ہے کہ مشائخ کے ہمارے سے ایک شرعی مسئلہ کو غیر شرعی  
 قرار دیا جائے، خوشامدی مفتی اور خطیب اس قسم کے مسائل پر دیباہوں پر اس لئے ہیں کہ  
 کہتے کہ شاید مشائخ عارض ہو جائیں گے حالانکہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے شرعی مسائل  
 کے بیان سے مشائخ پر گزرا ہوا نہیں ہوتے یہاں اس کی وہ مثالیں پیش خدمت ہیں۔

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی حق پسندی:

بندہ جب شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں سیال شریف میں خدمت تدریس پر مامور تھا تو اس اقامت کے مسئلہ پر بندہ کی حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گفتگو ہوئی پہلے تو وہ ابتداء اقامت میں بیٹھنے کے منکر تھے لیکن دلائل سن کر اس بات کو تو مان گئے کہ ابتداء اقامت میں ہی بیٹھنا چاہئے لیکن اس کے منکر تھے کہ جب اقامت شروع ہو جائے تو اس وقت آنے والا آدمی کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے بندہ نے عرض کیا کہ کتب فقہ میں زیادہ ذکر اسی مسئلہ کا ہے کہ اقامت شروع ہونے کے بعد جو آدمی آئے وہ بیٹھ جائے اور کھڑا ہو کر انتظار نہ کرے اس پر بندہ نے شامی کی عبارت پیش کی تو فوراً فرمایا کہ اب مان گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مشائخ و دلیل کے ساتھ شرعی مسئلہ کا ذکر کرنے پر ہرگز ناراض نہیں ہوتے بلکہ تسلیم کر لیتے ہیں۔

حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی قابل تقلید پاسداری شریعت:

یہ نیاز مند 1948 میں اپنے حضرت محبوب الہی خواجہ سید محی الدین شاہ صاحب بابو جی قدس سرہ العزیز کی ہمرکابی میں پہلی دفعہ بغداد شریف میں حاضر ہوا۔ قافلہ تقریباً 110 متوسلین پر مشتمل تھا جس میں پشاور کے سیٹھی صاحبان اور ملتان کے خواجگان بھی تھے چونکہ یہ قانون ہے کہ بیرون ملک جانے کے لئے پاسپورٹ پر فوٹو چسپاں کرنا ہوتا ہے اسی لئے مجھے فوٹو بنوانے کے لئے کہا گیا لیکن میں نے یہ عرض کرتے ہوئے انکار کر دیا چونکہ فوٹو بنوانا امرہ اربعہ کے نزدیک حرام ہے لہذا میں حرام کارٹکاب کر کے حضرت غوث اعظم محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر کیسے جاسکتا ہوں پورے قافلہ میں صرف اس فقیر کا فوٹو نہیں تھا یہ امر حیرت انگیز ہے کہ یہ نیاز مند بغیر فوٹو عراق گیا اور واپس آیا یہ بحری سفر تھا۔ جہاز میں سیٹھی صاحبان بندہ کے ساتھ مناظرہ کرتے تھے کہ تم نے یہ انوکھا مسئلہ نکالا ہے ہم لوگ بغرض تجارت غیر ممالک میں جاتے ہیں اور پاسپورٹ پر فوٹو چسپاں کرنا ضروری ہوتا ہے تو میرے حضرت اس

مناظرہ میں نیاز مند کی طرف داری کرتے ہوئے سیٹھی صاحبان کو فرماتے تھے کہ تمہارا اس کے ساتھ مناظرہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ یہ کہتا ہے کہ شریعت میں فوٹو حرام ہے اب اس کے ساتھ تمہارا مناظرہ گویا شریعت کے ساتھ مناظرہ ہے جو یقیناً مناسب نہیں۔

**قارئین!** غور فرمائیے کہ میرے حضرت قدس سرہ العزیز نے اس فقیر سے دلیل طلب کئے بغیر میرے کہنے پر اعتماد کیا کہ فوٹو ائمہ اربعہ کے نزدیک حرام ہے اور میری طرف داری فرمائی یہ شریعت کے احترام و عزت کی انتہا ہے۔

مجھ پر محبوب علی قوال مرحوم کا اعتراض اور قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کا مسکت جواب:

اس موقع پر محبوب قوال مرحوم نے حضرت علیہ الرحمۃ کے رو برو اس فقیر پر اعتراض کیا کہ تم نے خواہ مخواہ یہ مسئلہ کھڑا کر دیا ہے حالانکہ فوٹو ایک یادگار ہے اسے دیکھ کر دل کو تسکین ہوتی ہے ابھی میں جواب سوچ ہی رہا تھا کہ میرے حضرت قدس سرہ نے محبوب مرحوم کو میری طرف سے یہ جواب دیا کہ تم جو کہتے ہو کہ فوٹو یادگار ہے یہ غلط ہے فوٹو کوئی یادگار نہیں۔ یاد تو وہ ہے جو دل میں قائم و دائم ہو دل کی یاد فوٹو کی محتاج نہیں پھر حضور نے محبوب قوال مرحوم کو مخاطب کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ تم قوالی میں تو لوگوں کو یہ سناتے رہتے ہو:

”دل کے آئینہ میں تصویر یار ہوتا ہے جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی“

یہ سن کر محبوب مرحوم خاموش ہو گئے اس لئے کہ یہ مسکت جواب تھا مجھے جو ابالب کشائی کی ضرورت ہی نہ پڑی اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے حضرت مرحوم کے دل میں پاسداری شریعت کا کس قدر جذبہ موجزن رہتا تھا۔

یہ مثالیں اس لئے دی گئیں کہ معلوم ہو جائے کہ خوشامدی مفتیوں اور خطیبوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مشائخ شرعی مسائل کے بیان سے ناراض ہوتے ہیں لہذا انہیں (عروسوں) پر شرعی مسائل بیان نہیں کرنے چاہئیں۔

(سبیل العطاء علی الحقائق من طبعی و انگریزی عن ابن المصطفیٰ ص ۲۳۲ و ۲۳۱ بحذف)



یہاں تک ذکر کردہ بحث سے واضح ہوا کہ اقامت بیٹھ کر سننا مستحب مستحسن اور سنت صحابہ ہے کھڑے ہو کر مکروہ ہے البتہ مکروہ سے مراد کون سا مکروہ ہے۔ استاذ الاسلام حضرت علامہ مولانا حافظ عطاء محمد ہندیا لوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق مکروہ تحریمی ہے آپ نے مطلق مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے یہ ضابطہ کلیہ مراد لیا ہے۔ میں اپنے ناقص علم اور ناقص خیال کے مطابق اس ضابطہ کو اکثر یہ سمجھتے ہوئے مکروہ تنزیہی کا قائل ہوں تاہم مطلقاً کھڑے ہو کر اقامت سننے پر زور دینا اہل سنت و جماعت کے مسلک کے افراد میں اختلاف پیدا کرنے کی ایک ناپاک جسارت ہے اور مشائخ کو بدنام کرنے کا ایک ناجائز حربہ ہے اہل سنت و جماعت کا اس مسئلہ پر بفضلہ تعالیٰ عمل ہے اس عمل سے ہٹانے کا ایک طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ کھل کر وہابیت کا اعلان کر کے اگر لوگوں کو اپنے خیال کا ہمنوا بنانے کی کوشش کی تو اس میں کامیابی نہیں ہوگی البتہ اندر سے وہابی اوپر سے سنی بن کر بظاہر مشائخ کا معتقد بن کر مشائخ کا نام غلط طور پر استعمال کر کے کامیابی حاصل ہوگی لیکن غلامان مشائخ کرام کے زندہ ہوتے ہوئے یہ بے فائدہ سعی ان لوگوں کی کامیاب نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مسلک حق پر قائم رکھے، منافقانہ کردار ادا کرنے سے محفوظ رکھے۔

آمین ثم آمین

**عبد الرزاق بھترالوی**

ابن قاضی عبدالعزیز ابن قاضی فیض احمد ابن قاضی غلام نبی رحمہ اللہ تعالیٰ



# حضرت علامہ مولانا عبد الرزاق چشتی بھٹہ والوی کی تصنیفات

دینی زندگی کے اصول  
موت کا منظر

سیدنا ابوبکر  
رضی اللہ عنہ

علم میراث کا مستند مجموعہ  
السراجی فی المیراث  
(اردو ماثیہ)

نور الایضاح

الحمد لعجلت رسول اللہ  
انگوٹھے جو نماز مستحب ہے

قرآن وحدیث کی روشنی میں  
عورت کا مقام

پلافت عربی کا حسین مرقع  
تتائخص المفتاح  
(عربی ماثیہ)

ذکر اللیلۃ القدر

دین کے ساتھ  
درود سلام مستحب ہے

الیات احادیث کتب  
اور صدقہ روایات پر مشتمل  
تذکرۃ الانبیاء

عربی ماثیہ  
نور الایضاح

نور الایضاح

ماہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ  
نور الایضاح  
ماہ اعظم اور فضیلتی

فقہ کا انسائیکلو پیڈیا  
کنز الدقائق عربی ماثیہ